ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
15
مسلسل اشاعت کا 33واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
6 تا 12 شوال المکرم 1445ھ / 16 تا 22 اپریل 2024ء

صومِ رمضان اور صومِ حیات

ایک روزہ ہے قریب المیعاد، وہ ہے رمضان کا روزہ یہ دن بھر کا روزہ ہے اور ایک روزہ وہ ہے جو زندگی بھر ساتھ رہے گا، یعنی حرام کا روزہ، اللہ کی معصیت کا روزہ چاہے وہ پیدائشی مسلمان ہے یا اللہ نے اُسے بعدازاں اسلام کی نعمت سے نواز ہے یعنی شعوری طور پر اسلام قبول کیا ہے اس کا بھی جب تک بدن میں اس کے جان اور روح ہے، اس وقت تک روزہ باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رمضان کے روزوں کی مکمل حفاظت کی توفیق عطا فرمائے لیکن اگر خدانخواستہ رمضان کا روزہ بلا عذرِ شرعی ٹوٹ گیا یا چھوٹ گیا تو اُس کا کفارہ ہے۔ لیکن اگر بندہ اللہ کے حضور میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ دوسرا یعنی زندگی بھر والا روزہ توڑ چکا تھا تو پھر ہلاکتِ دائمی مقدر بن جائے گی۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّار ۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّار ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس روزے کو بھی برقرار رکھیں اور اُس روزے کی بھی حفاظت کریں اور قدر کریں، اور اُس روزے پر ہی جئیں اور مریں۔

رَبِّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَ اَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ایوب بیگ مرزا

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 192 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 34000 سے زائد، جن میں بچے: 14500، عورتیں: 10800 (تقریباً)۔ زخمی: 85000 سے زائد

اس شمارے میں

عید آزاداں یا عید محکوماں
سچی توبہ اور قرآن
کسبِ حلال
سود کے خلاف عدالتی فیصلہ اور ملکی معاشی بحران
جاگ اُٹھو!
تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا راز فاش ہونا

سُورۃُ القَصَص — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات :20، 21

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ یَسۡعٰی ۫ قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ الۡمَلَاَ یَاۡتَمِرُوۡنَ بِکَ لِیَقۡتُلُوۡکَ فَاخۡرُجۡ
اِنِّیۡ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیۡنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنۡہَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۱﴾

آیت ۲۰: ﴿وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ یَسۡعٰی ۫﴾ ’’اور ایک شخص آیا شہر کے آخری کنارے سے دوڑتا ہوا‘‘

یعنی اس دوسرے جھگڑے میں جب قتل کا راز فاش ہو گیا تو اس قبطی نے جا کر مخبری کی ہو گی۔ تب یہ واقعہ پیش آیا ہو گا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ فرعون اور دوسرے امرائے سلطنت کے محلات شہر کی عام آبادی سے دور تھے۔ چنانچہ ایک شخص وہاں سے دوڑتا ہوا آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تک یہ خبر پہنچائی۔

﴿قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ الۡمَلَاَ یَاۡتَمِرُوۡنَ بِکَ لِیَقۡتُلُوۡکَ﴾ ’’اُس نے کہا: اے موسیٰ! اعیانِ حکومت تمہارے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں قتل کر دیں‘‘

یعنی آپؑ کے ہاتھوں قبطی کے مارے جانے کی خبر اربابِ اقتدار تک پہنچ جانے کے بعد ایوانِ حکومت میں آپؑ کے قتل کی قرارداد پیش ہو چکی تھی اور آپؑ کے قتل کی رائے پر سب کا اتفاق ہونے والا تھا۔ یقیناً انہوں نے سوچا ہو گا کہ غلام قوم کا یہ فرد شاہی محل میں رہ کر خود سر اور سرکش ہو گیا ہے۔ آج اس نے ایک قبطی کو قتل کرنے کی جسارت کی ہے تو کل یہ شخص اپنی غلام قوم میں آزادی کی روح پھونک کر انہیں ہمارے خلاف بغاوت پر بھی آمادہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ یہ ہمارے لیے بڑا مسئلہ کھڑا کرے‘ بہتر ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

﴿فَاخۡرُجۡ اِنِّیۡ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیۡنَ ﴿۲۰﴾﴾ ’’تو تم یہاں سے نکل جاؤ‘ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔‘‘

اُس شخص نے آپؑ کو یقین دلایا کہ وہ آپؑ کو بالکل صحیح مشورہ دے رہا ہے اور آپؑ کی بھلائی چاہتا ہے۔

آیت ۲۱: ﴿فَخَرَجَ مِنۡہَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ ۫﴾ ’’تو وہ نکلا وہاں سے ڈرتے ڈرتے بڑا چوکنا ہو کر‘‘

لفظ یَتَرَقَّبُ قبل ازیں آیت ۱۸ میں بھی آ چکا ہے۔ اس سے مراد کسی شخص کی ایسی کیفیت ہے جس میں وہ کسی بھی طرف سے ممکنہ خطرے کی وجہ سے فکر مند بھی ہو اور انتہائی محتاط اور چوکنا بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی اُس وقت ایسی ہی کیفیت تھی۔

﴿قَالَ رَبِّ نَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۱﴾﴾ ’’اور اُس نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات دے دے۔‘‘

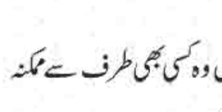

درس حدیث

شوال کے 6 روزوں کی فضیلت

عَنۡ اَبِیۡ اَیُّوۡبَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتۡبَعَہٗ سِتًّا مِّنۡ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّہۡرِ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے رمضان کے روزے رکھ کر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھ لیے، تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لیے!‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

6 تا 12 شوال المکرم 1445ھ جلد 33
16 تا 22 اپریل 2024ء شمارہ 15

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک .... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عید آزاداں یا عیدِ محکوماں

قرآن پاک سے یہ ثابت ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانی ارواح کو جسد عطا کرنے سے پہلے ان کا ایک اجتماع کیا اور ان سے پوچھا: ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' انہوں نے اجتماعی طور پر اقرار کیا اور کہا ''کیوں نہیں''۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس دنیا میں آنے والے آخری انسان نے عالمِ ارواح میں یہ اقرار کیا تھا کہ اللہ ہی اس کا رب ہے۔ رب عربی میں مالک کو کہتے ہیں۔ گویا پوری انسانیت اللہ کی اقرار کردہ اور تسلیم شدہ غلام ہے۔ اللہ نے اس روح کو جسد دے کر اس فانی دنیا میں بھیجا تو اس اقرار کی یاددہانی کے لیے اور اسے تازگی بخشنے کے لیے ان ہی بندوں میں سے کچھ کو اپنے نمائندے کی حیثیت سے بھیجا، تاکہ بندگیٔ رب کے شعور سے بہرہ ور بندوں کو آدابِ غلامی کے صحیح طریقے سکھائے جائیں۔ یہ خصوصی نمائندے انبیاء اور رسل کہلائے۔ ان میں سے بعض کو صحیفے اور کتابیں دے کر بھیجا گیا۔ ان انبیاء اور رسل نے انسانوں کو کس نوعیت کی دعوت دی اور الہامی صحیفے اور کتابیں کیا پکار پکار کر کہتی رہیں، ان کا خلاصہ اور نچوڑ سمجھنے کی کوشش کی جائے تو وہ یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق، پروردگار اور مشکل کشا صرف اللہ ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کا نہ کوئی ساجھی، کوئی ہمسر ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔ انسان سب برابر ہیں۔ کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی عربی کو عجمی پر برتری حاصل نہیں البتہ فضیلت کی بنیاد تقویٰ ہے۔ کسی انسان کو دوسرے انسان کا مالی، جانی، معاشرتی اور سیاسی استحصال کرنے کی اجازت نہیں۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر انسانوں کو احکاماتِ الٰہی اور انبیاء و رسل کے ذریعے لاگو کی گئی۔ شریعت یعنی قانون اور ضابطے کا پابند ہونا ہوگا۔ لیکن انسانی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے انسان نے بالعموم باغیانہ روش اختیار کی۔ اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے خدائی اختیارات اپنے لیے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ہر فرعون، نمرود، ہٹلر، بش اور شیرون کو عارضی کامیابی کے بعد ابدی ناکامی ہوئی اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے، لیکن کسی نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا۔ ان میں سے ہر ایک نے انسانی حقوق غصب کرنے اور انسانوں کا استحصال کرنے کے لیے ایک جیسے بھی اور مختلف حربے بھی استعمال کیے، لیکن ناکامی ان سب کا مقدر بنی۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان انسان کے زرخرید غلام ہوتے تھے۔ غلام کی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں بھی اپنے اس مالک کے لیے وقف ہوتی تھیں حتیٰ کہ وہ اس کی جان کا مالک بھی ہوتا تھا۔ اگر کوئی مالک اپنے غلام کو قتل بھی کر دیتا تو یہ اس کا حق سمجھا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ مبارک میں غلامی کی تمام قسموں کو ختم کر دیا گیا سوائے جنگی قیدیوں کے، ان کی رہائی اور آزادی کے بھی کئی طریقے مقرر کر

دیے گئے۔ پھر یہ کہ ان سے حُسنِ سلوک کی جس طرح اور جتنی تاکید کی گئی یہ کہا جا سکتا ہے کہ غلامی کا پرانا تصور ایک طرح ختم ہوگیا۔ خلافت نے جب بادشاہت اور شہنشاہیت کا لبادہ اوڑھ لیا تو اقتدار اور کشور کشائی کی ہوس نے ریاستوں اور ممالک کو غلام یا باجگزار بنانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس کی ہندوستان میں مغل، تغلق اور لودھی وغیرہ واضح مثالیں ہیں۔

غیر اسلامی دنیا پہلے ہی ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کی قائل تھی۔ سترہویں صدی عیسوی میں دنیا بھر میں مسلمانوں کا زوال اپنے عروج پر پہنچ گیا اور تمام اسلامی ممالک بلاواسطہ یا بالواسطہ غیروں کے تسلط میں آ گئے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں مسلمان ممالک میں آزادی کی تحریکیں شروع ہوئیں اور اس صدی کے وسط تک مسلمانوں نے جانی و مالی قربانیاں دے کر آزادی حاصل کی۔ ہم نے ہمیشہ ان کے جوش اور جذبے کو سراہا ہے لیکن آج اگر حالات کا معروضی جائزہ لیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہیں کہ مسلمان اگر آزادی حاصل کرنے اور غیروں کو اپنے ملکوں سے نکالنا چاہتے تھے تو غیر بھی اندازِ حکمرانی کو بدلنا اپنے لیے ناگزیر سمجھنے لگے تھے۔ بات کو اگر کھول کر بیان کیا جائے تو وہ یوں ہے کہ انیسویں صدی میں جمہوریت کے غلغلے اور بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی نے ان حکمرانوں کے لیے کچھ مشکلات پیدا کی تھیں، لہٰذا اندازِ حکمرانی بدلنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ حکمرانی کے لیے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا وسائل پر جابرانہ قبضہ کرنے کے لیے پہلا کام یہ کیا گیا کہ ریاست اور مذہب کا رشتہ کاٹ دیا گیا اور ان کے راستے الگ کر دیے گئے، تاکہ کوئی اخلاقی یا ماورائی قدغن اس تسلط کے راستے میں حائل نہ ہو سکے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی اور کاغذ کی کرنسی نے ان کے کام کو آسان کر دیا۔ مواصلات کی ترقی نے دنیا کو چھوٹا کر دیا تھا۔ حاصل شدہ وسائل سے میڈیا کو خریدا گیا اور نظریات کی خرید و فروخت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ظاہر ہے، وسائل پر قابض ہونے کی وجہ سے اسی گروپ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس حکمران گروپ نے ایک قدم اور بڑھایا اور سرمائے کو یکجا کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے الفاظ میں ملٹی نیشنل کمپنیاں قائم ہوگئیں اور اس سرمایہ پرست نظام کے مقابلے میں جو نظام تھے اپنی کٹھ پتلی حکومتوں کے ذریعے ان پر حملہ آور ہوئے۔ سوشلزم اور کمیونزم اگرچہ انسانی استحصال ختم کرنے کے جھوٹے دعوے دار تھے تب بھی انہیں قبول نہیں تھے لہٰذا سوویت یونین کو نشانہ بنا کر اشتراکیت کا جنازہ نکال دیا گیا۔

یہ سرمایہ پرست گروپ باہم ضم ہوتے ہوئے اب چند بینکوں کے مالکان پر مشتمل ہے۔ یہ گروپ عالمی سطح پر بادشاہ گر بن چکا ہے اور دنیا کی حکومتوں کو کنٹرول کرتا ہے اور ان کی دفاعی قوت کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اسلامی نظام اگرچہ دنیا میں کسی ایک اسلامی ملک میں بھی نافذ نہیں، لیکن ایک انتہائی پُرکشش اور فطری نظام تو ہے، لہٰذا تمام اسلام دشمن قوتیں مسلمان ممالک پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ مسلمان ممالک میں کسی ایسے شخص کو اقتدار کے قریب نہیں پھٹکنے دیا جاتا جو نظریاتی ہو اور اس مالیاتی غلامی سے نکلنے کی سوچ رکھتا ہو۔ اگر ایسا کوئی شخص کسی مسلمان ملک میں برسرِ اقتدار آ بھی جائے تو اُسے راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان ممالک کے ظاہری مسلمان حکمران ان بینک کاروں کی غلام سپر قوتوں کے غلام ہیں یعنی امریکہ اور مغرب وغیرہ ان بینک کاروں کے غلام ہیں اور مسلمان حکمران امریکہ برطانیہ وغیرہ کے غلام ہیں۔ ہمیں کسی حد تک اندرونی سطح پر آزادی حاصل ہے اور اُن معاملات میں آزادی حاصل ہے جنہیں ہمارے انیسویں صدی کے حکمران جدید دور میں اپنے لیے دردِ سر سمجھنے لگے تھے۔ اور یہ بات ہمارے سامنے کھل کر آئی ہے کہ حقیقی آزادی ابھی کوسوں دور ہے۔ سابقہ آقاؤں نے جسمانی قبضہ چھوڑ کر جو ان کے لیے مسائل پیدا کر رہا تھا ذہنی اور نظریاتی قبضہ حاصل کر لیا تھا اور گزرتے ہوئے ہر دن میں اس تسلط اور قبضہ کو مستحکم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس وقت مسلمان ممالک کی حالت کسی کی کم اور کسی کی بیش اس بیل کی سی ہے جو ہل کے آگے جتا ہوا ہے۔ اسے کھانے کو ملے گا اگر وہ فرمانبرداری سے اپنی ڈیوٹی ادا کرتا رہے گا۔ اس سے ایک قدم بھی آگے بیل کو صرف زمین کے مالک کی مانند ہوتی ہے۔ جبکہ مسلمان ممالک اس امریکہ اور یورپ کے غلام ہیں جو خود ان چند بینکاروں کے غلام ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کے لیے کٹھ پتلی کا لفظ بھی غلامی کا پورا مفہوم ادا نہیں کرتا۔ عالم اسلام اپنی گردن میں پڑے غلامی کے اس پھندے سے اُس وقت تک نجات حاصل نہیں کر سکتا جب تک سرمایہ پرستوں کے اس گروپ کے بنائے ہوئے نظام کو تہہ و بالا نہ کر دے اور اُمت مسلمہ حقیقتاً وجود میں نہ آ جائے اور نظام خلافت کو بحال نہ کر دیا جائے۔ اُس وقت تک ہماری عید کیسی ہوگی۔ آیئے علامہ اقبال کے اس شعر پر غور کرتے ہیں اور پھر فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم کون سی عید منانے چلے ہیں۔

عیدِ آزاداں شکوہِ ملک و دیں
عیدِ محکوماں ہجومِ مؤمنیں

سچی توبہ اور قرآن

(سورۃ الزمر کی آیات 53 تا 55 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 29 مارچ 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

انسان خطا کار ہے۔ ہر انسان سے غلطی ہو سکتی ہے، بڑے سے بڑے گناہ بھی سرزد ہو جاتے ہیں تو اب کیا کریں؟ قرآن مجید اس حوالے سے رہنمائی دیتا ہے۔ فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝﴾

’’(اے نبی ﷺ!) آپ کہیے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا‘ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا‘ نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘

اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ قرآن کا سب سے امید افزا مقام ہے۔ احادیث میں ذکر آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سارے گناہوں کو اللہ معاف فرما دے گا یا معاف فرمانے پر قادر ہے۔ حضور ﷺ فرمایا کہ اللہ چاہے تو سارے گناہوں کو معاف فرما دے۔ صحابہؓ نے پھر پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا شرک اور کفر بھی؟ حضور ﷺ فرمایا کہ ہاں بس شرط یہ ہے کہ بندہ توبہ کر لے۔

سچی توبہ کیا ہے؟ اللہ کی طرف بندہ پلٹ آئے، اپنے گناہوں کی جہاں معافی مانگیں وہاں آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا عزم کرے اور اللہ کی کتاب کو رہنما بنا کر زندگی گزارے۔ یہ توبہ کا پورا پیکج ہے۔ جیسا کہ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝﴾ (الزمر)

’’اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو‘ اور اُس کے فرمانبردار بن جاؤ‘ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب مسلط ہو جائے‘ پھر تمہاری کہیں سے مدد نہیں کی جائے گی۔‘‘

ہمارے ہاں توبہ کا ایک حصہ بیان ہوتا ہے لیکن دوسرا بیان نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ اس کی رحمتوں اور وسعتوں کا اندازہ ممکن نہیں ہے۔ مسلم شریف میں حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے فرمائے، ایک حصہ مخلوق کو عنایت فرمایا اور 99 حصے اپنے پاس رکھے۔ مخلوق میں صرف انسان نہیں ہیں بلکہ جتنی بھی کائنات میں مخلوقات ہیں سب کو ایک حصہ دیا۔

یہ جتنی بھی رحمت، شفقت، محبت مخلوقات میں دکھائی دیتی ہے، ماں باپ اور اولاد کے رشتے میں، بہن بھائیوں، دیگر رشتہ داروں کے درمیان، حتیٰ کہ جانوروں میں بھی اپنے قریبی رشتوں میں رحم کا مادہ نظر آتا ہے، یہ سب اس ایک حصہ کا ظہور ہے۔ ذرا سوچئے کہ 99 حصے رحمت جو رب کے پاس ہے اس کا عالم کیا ہوگا۔ یہ بات طے ہے کہ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ ہمارے گناہ آسمانوں کی بلندیوں کو چھو لیں، زمین و آسمان اس سے بھر جائیں تب بھی رب کی رحمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ رحمان ہے، رحیم ہے، غفور ہے، غفار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے اللہ کی رحمت کا بیان ہونا چاہیے۔ قرآن مجید جہاں اللہ کا یہ تعارف کرواتا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾

رب کا مطلب ہے تمام حاجات کو پورا کرنے والا، حاجت تو یہ بھی ہے کہ وہ بندے کو معاف کر دے، حاجت یہ بھی ہے کہ وہ بندے کو ہدایت دے لیکن وہی قرآن کا اللہ کا یہ تعارف بھی کرواتا ہے:

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾

اللہ جہاں غفور و رحیم ہے وہاں وہ جلد حساب لینے والا، سخت سزا دینے والا، انتقام و بدلہ لینے والا اور پورا غلبہ رکھنے والا بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی دونوں شانوں کو سامنے رکھنا چاہیے۔ حدیث میں آیا:

((الایمان بین الخوف والرجاء)) ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔

اللہ کی رحمت کی امید بھی بندہ رکھے اور اللہ کی پکڑ کا خوف رکھے۔ ایک نوجوان صحابی کی وفات کا وقت قریب آیا تو اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے گئے اور کیفیت دریافت فرمائی۔ صحابی فرمانے لگے: یا رسول اللہ ﷺ ڈر تا لگتا ہے کہ کہیں رب کی پکڑ میں نہ آ جاؤں لیکن یہ امید بھی ہے کہ اللہ رحمت کا معاملہ فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کی یہ دونوں کیفیات بیک وقت ہوں تو اللہ اس پر رحم فرمائے گا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا خوف بھی ہونا چاہیے مگر اس کی رحمت کی امید بھی رکھنی چاہیے۔ بعض علماء نے لکھا کہ اللہ سے رحمت کی اُمید رکھنا فرض ہے اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔ جیسے سورہ یوسف میں یعقوب علیہ السلام کے الفاظ ہیں۔ فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾ ’’یقیناً اللہ کی رحمت سے مایوس تو بس

کافر ہی ہوتے ہیں۔‘‘

زیر مطالعہ آیت (الزمر 53) میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ اگر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کرلیا یعنی کوئی بڑے سے بڑا گناہ بھی کرلیا ہے تو تب بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ احادیث میں بھی آیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: بالفرض اگر تم ایسے ہو جاؤ کہ تم سے گناہ نہ ہو تو اللہ کسی اور مخلوق کو لے آئے گا، وہ گناہ کریں گے مگر توبہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا۔ انسان سے گناہ ہوسکتا ہے، مگر گناہ پر ندامت کا احساس آدمیت ہے جبکہ گناہ پر اڑ نا شیطنت ہے۔ شیطان گناہ پر اڑ گیا تھا تو اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا۔ آدم علیہ السلام سے بھی خطا ہوئی، آپؑ نے توبہ کرلی تو اللہ نے خلافت کا بلند مقام دے کر زمین پر بھیج دیا۔

اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اللہ معاف کردے گا تو گناہ کرتے جاؤ۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ توبہ کا اصل تقاضا یہ ہے کہ آئندہ غلطی سے باز آجاؤ۔ ورنہ گناہ کی حالت میں موت آگئی تو کیا ہوگا؟ اس کے لیے تو توبہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ حدیث ہم نے پڑھی ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور اس سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہے اللہ اس پر رحم فرماتا ہے۔ ایک بندہ کافر اور مشرک تھا، اسلام قبول کرلیا تو سارے گناہ معاف ہو گئے۔ اسی طرح بندہ سچی توبہ کرلے تو قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ﴾ (الفرقان: 70) ’’تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ صرف معاف ہی نہیں کرے گا بلکہ اس کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں بدل دے گا۔ اللہ اس پر قادر ہے۔ سورہ تحریم میں ذکر آیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ﴾ (آیت: 8) ’’اے اہل ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ۔‘‘

رمضان ہمیں بہترین موقع فراہم کررہا ہے کہ ہم اللہ کے سامنے جھک جائیں، توبہ کرلیں اور اللہ کی طرف رجوع کرلیں۔ روزہ کی وجہ سے دل نرم ہو جاتا ہے، انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہوتا ہے، نماز، قرآن اور نیکی کی طرف بندے کی توجہ ہو جاتی ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ زیر مطالعہ دوسری آیت (الزمر: 54) میں اسی جانب توجہ دلائی جارہی ہے:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ (الزمر)

اللہ ہدایت کسے دیتا ہے؟ سورہ شوریٰ میں فرمایا:

﴿وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴾ (الشوریٰ) ’’اور وہ اپنی طرف ہدایت اُسے دیتا ہے جو خود رجوع کرتا ہے۔‘‘

اللہ تو ہدایت دینے کو تیار ہے مگر اس کے لیے رجوع ہمیں خود کرنا پڑے گا۔ اللہ کے سامنے جھکنے کا نام ہی اسلام ہے۔ اسلام جہاں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کا حکم دیتا ہے وہاں سود، جوئے، حرام، امانت میں خیانت اور ہر گناہ سے منع بھی کرتا ہے۔ اسلام جہاں رشتوں کے تقدس اور حقوق کا درس دیتا ہے وہاں عدل کا حکم بھی دیتا ہے۔ فیصلے شریعت کے مطابق ہونے چاہئیں، گھریلو زندگی اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہونی چاہیے۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام پر عمل ہوگا تو سچی توبہ ہوگی۔

پاکستان رمضان کی ستائیسویں شب اللہ نے ہمیں عطا کیا، اسلامی جمہوریہ پاکستان اس کا نام رکھا گیا، آرمی چیف بھی آیات سناتے ہیں، چیف جسٹس بھی آیات سناتے ہیں، اللہ انہیں جزائے خیر دے مگر یہ قرآن صرف

پریس ریلیز 5 اپریل 2024ء

معاشی بحران کے خاتمے کے لیے سودی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ناگزیر ہے

شجاع الدین شیخ

معاشی بحران کے خاتمے کے لیے سودی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ناگزیر ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ 26 رمضان المبارک 1443 ہجری بمطابق 28 اپریل 2022ء کو فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے معرکۃ الآرا فیصلہ میں دوٹوک الفاظ میں بینک انٹرسٹ سمیت ہر قسم کے سود کو حرام قرار دیتے ہوئے حکومت کو ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ پاکستان کے معاشی نظام سے سود کے مرحلہ وار مکمل خاتمے اور ملکی معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے دیے گئے لائحہ عمل پر فوری طور پر عملدرآمد شروع کرے۔ لیکن انتہائی دکھ اور شرم کا مقام ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ سے جاری جنگ کو ختم کرنے کی بجائے گزشتہ دو سال سے حکومتِ پاکستان اور ملک کے معاشی ادارے لیت ولعل سے کام لے رہے ہیں اور ملکی معیشت کو سود سے پاک کرنے کا کوئی ارادہ دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی بھی مخلص پاکستانی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ مملکتِ خداداد میں غربت، افلاس، طبقاتی تقسیم واستحصال اور پسماندگی کی اصل وجہ سود ہے اور سودی نظام نے ملک کو معاشی لحاظ سے مکمل طور پر مفلوج کررکھا ہے۔ آج پاکستان اقوام عالم اور عالمی مالیاتی اداروں کے سامنے کشکول لیے دست بستہ کھڑا ہے۔ پاکستان کی اس مجبوری اور کمزوری سے فائدہ اٹھا کر عالمی قوتیں ہمارے ملکی مفادات کے خلاف اپنے مطالبات بزور بازو تسلیم کرواتی ہیں جس سے ہماری قومی سلامتی، ملکی یکجہتی، دین وایمان، تہذیب واقدار اور نظریۂ پاکستان سمیت بہت کچھ داؤ پر لگ چکا ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ پاکستان کے تمام افراد، ادارے اور ریاست سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے 28 اپریل 2022ء کے فیصلے کو من وعن تسلیم کریں اور فوری طور پر پاکستان میں سودی نظام کے مکمل خاتمہ کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ 27 رمضان المبارک کو قائم ہونے والے پاکستان کی بنیاد نظریۂ اسلام ہے۔ اس کی بقاء اور سلامتی بھی اسلامی نظام کے قیام اور نفاذ سے منسلک ہے۔ اگر ہم نے اللہ اور رسول ﷺ سے جاری جنگ کو فی الفور ختم نہ کیا اور اس جرم کے ارتکاب کو جاری رکھا تو دنیا وآخرت دونوں میں بدترین خسارہ ہوگا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

سنانے کے لیے نہیں ہے ، کہیں عدالتوں کے باہر لکھا ہوتا ہے:

﴿لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ (الحدید:25)

''تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

یہ صرف دکھانے کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ قرآن اپنا نفاذ چاہتا ہے۔ انہی عدالتوں میں ختم نبوت کا کیس چل رہا ہے، سود کا کیس چل رہا ہے، ان کا فیصلہ بھی قرآن کی تعلیمات کے مطابق ہونا چاہیے۔ معاشرت ، سیاست اور معیشت سمیت ہر جگہ قرآن نافذ ہونا چاہیے۔ مگر آج رمضان میں کرکٹ چل رہا ہے، عورتیں مرد، لڑکیاں لڑکے مخلوط ماحول میں کھیل تماشے کو دیکھ رہے ہیں ، ٹی وی سکرینز پر نظر پڑ جائے نگاہیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ رمضان میں بھی یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو بتایئے رمضان کا تقدس کہاں گیا، روزے کا مقصد کہاں گیا؟ پھر ہمارا شکوہ ہوتا ہے کہ اللہ کی مدد نہیں آرہی۔ اللہ کی مدد اور رحمت چاہیے تو اللہ کی طرف پلٹ آؤ، سرکشی اور بغاوت کی روش چھوڑ دو۔ سورہ البقرہ میں فرمایا:

﴿ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص﴾ (البقرۃ:208)

''اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر گوشے میں اسلام نافذ ہو۔ ہم کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ رو دھو کے تکمیل قرآن میں دعا کر لی تو ہم پاک صاف ہو گئے ، اب پورا سال قرآن کو دیکھنا بھی نہیں ہے ، عید کا چاند نظر آتے ہی مسجدیں خالی ہو جائیں، ہرگز نہیں۔ پاک صاف ہونا ہے تو سچی توبہ کرنی ہوگی اور سچی توبہ تب ہوگی جب پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ زیر مطالعہ آیات میں آگے فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿٥٥﴾﴾ (الزمر) ''اور پیروی کرو اس کے بہترین پہلو کی جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اس سے پہلے کہ تم پر عذاب اچانک آدھمکے اور تمہیں اس کا گمان تک نہ ہو۔''

رب کی طرف سے یہ قرآن نازل کیا گیا ہے، اس پر عمل کرو، یہ صرف تلاوت کرنے یا تراویح میں سننے کے لیے نازل نہیں کیا گیا، ہاں اس کا بھی ثواب ہے مگر اصل تقاضا یہ ہے کہ اس کو اپنی زندگیوں پر نافذ کیا جائے۔ تب اللہ کی مدد اور رحمت آئے گی۔ فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿٢﴾﴾ (الرحمٰن) ''رحمٰن نے قرآن سکھایا۔''

رحمت کے مستحق بننا چاہتے ہو تو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرو۔ عدالت میں ، پارلیمنٹ میں ، اداروں میں ہر جگہ قرآن کی رٹ قائم ہو۔ ہمارے مقتدر حلقے ، ریاستی ادارے کہتے ہیں کہ ریاست کی رٹ کو چیلنج کیا تو ہم یہ کر دیں گے ، وہ کر دیں گے ، تمہیں شرم نہیں آتی ملک میں اللہ کی رٹ کو چیلنج کیا ہوا ہے، سود کا دھندہ سر عام چل رہا ہے ، میڈیا پر فحاشی اور بے حیائی کی کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے، عدالتیں کہتی ہیں عدالت کی توہین نہ ہو۔ اللہ کی توہین ہو جائے ، اس کے کلام کی توہین ہو جائے عدالتوں کو ، اداروں کو کوئی پروہ نہیں۔ کہا جاتا ہے آئین کی پامالی نہ ہو، بھئی اللہ کے حکم کی پامالی کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔ اپنے دل سے پوچھو شریعت کے نفاذ کے لیے تم کیا کر رہے ہو؟ ہمارے استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ بارہا یہ آیات سنایا کرتے تھے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾﴾ ''اور جو اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾﴾ ''اور جو فیصلے نہیں کرتے اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق وہی تو ظالم ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾﴾ (المائدہ) ''اور جو لوگ نہیں فیصلے کرتے اللہ کے اُتارے ہوئے احکامات وقوانین کے مطابق' وہی تو فاسق ہیں۔''

آج کفر کا سارا نظام چل رہا ہے، سود، فحاشی ، بے حیائی ، اللہ کے احکامات کے ساتھ سر عام کھلواڑ سب کچھ چل رہا ہے، ان حالات میں عدالتوں کو، اداروں کو اپنے تقدس کی پڑی ہے ، عدالتوں کی توہین نہ ہو جائے ، اداروں کے خلاف بات نہ ہو جائے، کیا اللہ کے قرآن اور اللہ کے نظام کی بھی کوئی فکر تمہیں ہے؟

دو روزے

ایک روزہ رمضان کا ہے اور ایک روزہ پوری زندگی کا ہے ۔ جب انسان شرعی اعتبار سے بالغ ہو جاتا ہے تو زندگی بھر کا روزہ شروع ہو جاتا ہے ۔ جیسے رمضان کے روزے میں کھانا پینا، زوجین سے تعلق منع ہے اسی طرح پوری زندگی کے روزے میں بھی کچھ پابندیاں ہیں۔ جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہے ان سے باز رہنا ہے اور جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کو کرنا ہے ۔ رمضان کا روزہ افطاری کے وقت کھلے گا اور رمضان ختم ہوتے ہی ہم عید منائیں گے۔ لیکن زندگی کا روزہ موت کے بعد جام کوثر سے کھلے گا اور عید تب ہوگی جب رب کا دیدار ہوگا ان شاء اللہ۔

رمضان کے روزے کا حاصل تقویٰ ہے ۔ زبان ، آنکھ ، کان ، ہاتھ ، پیر کا غلط استعمال نہ ہو، انسان کسی برائی میں مبتلا نہ ہو۔ اگر یہ سب نہیں چھوڑ رہے تو پھر کاہے کا روزہ ہے ۔ حدیث میں ہے کہ پھر بھوکے ، پیاسے رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ۔ پھر وہ حدیث بھی سامنے رہے کہ جبرائیل علیہ السلام بددعا دے رہے ہیں کہ تباہ و برباد ہو جائے وہ شخص جو رمضان میں اپنی بخشش نہ کروا سکا۔ حضور ﷺ نے اس پر آمین کہا۔ جس کو بددعا جبرائیل امین دیں اور آمین امام الانبیاء ﷺ کہیں تو اس کی بدقسمتی کا کیا عالم ہوگا؟ رمضان کا آخری عشرہ ابھی باقی ہے، اگر اب تک ہم سے کوتاہی ہوئی ہے تو اب بھی موقع ہے اللہ کے حضور جھک جائیں ، سچی توبہ کر لیں ، اپنی زندگی میں اسلام کو غالب کریں تو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں پوری رات قیام فرماتے تھے اور گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے تھے ۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کے لیے بیٹھتے تھے۔ ایک سال غزوہ کی وجہ سے آپ ﷺ اعتکاف میں نہ بیٹھ سکے تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف کے لیے بیٹھے۔ اعتکاف کیا ہے؟ دنیا سے کٹ کر بیٹھ جانا اور اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ۔ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں وہ مبارک رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اور جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔ وہ تقدیروں کو بدلنے والی رات ہے ، قبولیت کی رات ہے ۔ لہٰذا چاہیے کہ اس پورے عشرہ میں اللہ کی عبادت کریں ، قرآن کو پڑھیں ، سمجھیں اور اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کریں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

❀❀❀

کسبِ حلال

سید عبداللہ (استاذ قرآن انسٹیٹیوٹ، لطیف آباد، حیدرآباد)

ہاتھ سے کما کر کھانا اور کسی ہنر، کاریگری اور صنعت کو معاش کے طور پر اختیار کرنا کوئی معیوب بات نہیں بلکہ سوال سے بچنے اور رزقِ حلال کمانے کی نیت سے پیشہ اختیار کرنا بڑی فضیلت اور ثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ سچے اور امانت دار تاجر کا انجام قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

نمونے کے طور پر چند انبیاء کرام علیہم السلام کے پیشے اور ذریعہ معاش ذیل میں درج ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام ہل چلاتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام بکریوں کی نگہبانی کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کی زرہ بناتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام امورِ سلطنت چلاتے تھے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ مقام اجیاد پر بکریوں کی نگہبانی فرماتے تھے۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿١٦٨﴾﴾ ''اے لوگو! کھاؤ جو چیزیں زمین میں ہیں حلال اور پاکیزہ اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ دعا مانگتے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا)) (ابن ماجہ) ''اے اللہ! میں آپ سے علمِ نافع، پاکیزہ و حلال رزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

ذیل میں حلال اور پاکیزہ رزق کے حصول کے لیے چند رہنما اصول درج کیے جا رہے ہیں جنہیں اختیار کر کے دنیوی نفع کے ساتھ آخرت کی فلاح بھی حاصل کی جاسکتی ہے:

تجارت میں برکت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خریدنے اور بیچنے والوں نے اگر سچائی سے کام لیا اور ہر بات صاف صاف کھول کر بیان کر دی تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے اور اگر کوئی بات چھپا رکھی تو برکت ختم کر دی جاتی ہے۔'' (بخاری)

شراکت داری میں نصرتِ خداوندی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب تک دو شراکت داروں Partners میں سے کوئی ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، میں ان کے درمیان تیسرا ہوتا ہوں (یعنی میری تائید و نصرت اور برکت ان کے ساتھ شاملِ حال رہتی ہے)، لیکن جیسے ہی کوئی ایک خیانت کرتا ہے میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔ المستدرک علی الصحیحین للحاکم

پورا پورا ناپ/تول کر دینا:

﴿وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٣٥﴾﴾ (بنی اسرائیل) ''اور جب (کوئی چیز) ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھر دو اور (جب تول کر دو) تو ترازو سیدھا رکھ کر تولو۔ یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔''

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾﴾ (المطففین) ''تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے، جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں، کیا یہ لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے کہ وہ (مرنے کے بعد دوبارہ) ایک بڑے سخت دن کے لیے اٹھائے جائیں گے، جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

حضرت سعید بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور مخرفہ عبدی مقام ھجر سے کپڑے کا بنا ہوا سامان فروخت کرنے کے لیے آئے۔ نبی ﷺ بھی ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پاجامے کا بھاؤ تاؤ فرمایا: میرے پاس ایک وزن کرنے والا شخص تھا جو اجرت لے کر وزن کیا کرتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس وزن کرنے والے شخص کو نصیحت فرمائی: ''تولو اور جھکتا تولو۔'' (سنن ترمذی)

عیب بتا کر مال فروخت کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر تری آ گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے اناج کے مالک! یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! یہ بارش میں بھیگ گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پھر تو نے اس بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے؟ (اور عیب پر آگاہ ہو جاتے)'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دھوکہ دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔'' (مسلم)

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو کوئی ایسی چیز بیچے جس میں عیب ہو سوائے اس کے کہ وہ اس عیب کو اس کے سامنے واضح کر دے۔'' (المستدرک علی الصحیحین للحاکم)

قسمیں کھا کھا کر مال فروخت نہ کرنا:

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''تم لوگ خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو اس لیے کہ اس سے مال گھٹ جاتا ہے اور برکت ختم ہو جاتی ہے۔'' (مسلم)

دھوکہ دہی اور ملاوٹ سے بچنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (مسلم)

ذخیرہ اندوزی پر سخت دنیاوی اور اخروی پکڑ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص مسلمانوں کی

غذائی ضروریات کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور تنگدستی کے مرض میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔‘‘ (ابنِ ماجہ)

قیمتوں میں مصنوعی اضافہ کرنے کا وبال:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’ جس نے قیمتوں میں کسی قسم کی دخل اندازی کی تاکہ مسلمانوں پر چیزیں مہنگی کر دے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کے ہولناک حصے پر بٹھائے۔‘‘(مسند احمد بن حنبلؒ)

سلفِ صالحین

سلفِ صالحین کے زمانے میں جب مرد گھر سے کمانے کے لیے نکلتا تھا تو گھر کی خواتین اسے کہتی تھیں کہ حرام کمانے سے بچنا! کیونکہ ہم بھوک پر تو صبر کر سکتے ہیں مگر دوزخ کی آگ پر صبر نہیں کر سکتے۔

حرام آمدنی والے کی دعا قبول نہیں ہوتی:

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ دور دراز کا سفر کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بکھرے بال اور غبار آلود کپڑوں والا بھی ہے۔ یہ شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے:’’اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! لیکن اس کا کھانا بھی حرام، پینا بھی حرام، لباس بھی حرام اور حرام سے ہی اس کے جسم کی نشوونما ہوئی تو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟‘‘(مسلم)

❁❁❁

نوحہ ملی

(اقبال کے ترانہ ملی کے تناظر میں امت کی موجودہ حالت پر)

عبدالمالک مضطر

’’چین و عرب ہمارا ، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم ، وطن ہے سارا جہاں ہمارا‘‘

خوش فہم تھے کہ دنیا ہے دسترس میں اپنی
ہر شاخ ہر شجر پر ہے آشیاں ہمارا

پر اب زمیں پہ خطہ کوئی نہیں جہاں پر
مرضی ہماری اور ہو سکہ رواں ہمارا

اک عافیت کا گوشہ ملتا نہیں کہیں بھی
ہے اب زمیں ہماری نا آسماں ہمارا

اقبال کا ترانہ بانگِ درا تھا لیکن
کب جادہ پیما ہوگا پھر کارواں ہمارا

امید اس نے باندھی نشاۃ ثانیہ کی
کرتا رہا اُجاگر سود و زیاں ہمارا

اسلام کے دوبارہ غلبے کا تھا وہ داعی
گونجے چہار جانب حرفِ اذاں ہمارا

کرتا رہا وہ پیہم ماضی کی یاد تازہ
کوشاں تھا ہو وظیفہ یہ حرزِ جاں ہمارا

تھا وہ نقیب امت کے ایک دورِ نو کا
طے ہو سکا نہ اب تک یہ ہفت خواں ہمارا

تاریخ کے سفر کا ہمراز اور امیں تھا
اب کون اٹھائے گا یہ سنگِ گراں ہمارا

اس کی نگاہ میں تھی جنت تصوراتی
ٹوٹا نہیں یہ اب تک خوابِ گراں ہمارا

ناقد رہا سدا وہ تہذیب مغربی کا
جس پر فدا ہے اب ہر پیر و جواں ہمارا

دیکھا تھا خواب اس نے غیرت کا، حریت کا
لیکن یہ اب نہیں ہے مقصودِ جاں ہمارا

ہونے لگی عرب میں پھر سے بتوں کی پوجا
فرماں نبی (ﷺ) کا بھولا ہر حکمراں ہمارا

نصرانی اور یہودی ، مشرک ہنود ، ملحد
یکجا مٹانے کو ہیں نام و نشاں ہمارا

اک در کو چھوڑ کر ہیں اب سجدہ ریز ہر جا
سب اہلِ علم و دانش ، ہر نکتہ داں ہمارا

ذاتی مفاد پر ہے قومی مفاد قرباں
کرتا ہے مخبری خود اب رازداں ہمارا

ہر سمت ہیں جفائیں ،ظلم وستم ہے ہر سُو
چھنتا ہے روز و شب ہی آرامِ جاں ہمارا

ہوتے ہیں دربدر اب، پھرتے ہیں مارے مارے
کوئی نہیں جو ہو اب پرساں یہاں ہمارا

کب تک نہ رب سنے گا امت کی آہ و زاری
جائے گا نالہ کب تک یہ رائگاں ہمارا

آثارِ آخرِ شب شاید ہوں کچھ اُفق پر
امیدِ صبح میں ہے مضطرؔ گماں ہمارا

دعائے مغفرت إنّا لله وإنّا إليه راجعون

☆ تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے بزرگ رفیق تنظیم چودھری محمود الٰہی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0301-7400113

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ممتاز آباد کے مبتدی رفیق عاشق حسین جاوید وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0336-6049596

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 تا 24 مارچ 2024ء)

جمعرات (21-مارچ) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (22-مارچ) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

اتوار (24-مارچ) کو جماعت اسلامی کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمن صاحب کی عیادت کے لیے جانا ہوا۔

دورہ ترجمہ قرآن کی مصروفیات معمول کے مطابق جاری ہیں۔

نائب امیر سے آن لائن مستقل رابطہ رہا۔

ہمیں اس طرح کے حکمران ملے ہیں جن کو ملک کے نظریہ سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی ملک اور قوم سے کوئی ہمدردی ہے۔ وہ صرف عیاشی کرنے اور اپنی کرپشن کا تحفظ کرنے کے لیے اسمبلیوں میں آتے ہیں: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

جب تک ہم اپنے اصل نظریہ کی طرف لوٹ کر نہیں جاتے جس کی بنیاد پر ملک قائم ہوا تھا تب تک سیاسی بحران ختم ہوں گے اور نہ ہی معاشی بحرانوں سے ملک نکلے گا: رضاء الحق

سود کے خلاف عدالتی فیصلہ اور ملکی معاشی بحران کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: دوسال قبل رمضان المبارک کی اسی طرح کی مبارک ساعتوں میں فیڈرل شریعت کورٹ نے حرمت سود کے حوالے سے تاریخ ساز فیصلہ دیا کہ پاکستان کی معیشت کو سود سے پاک کیا جائے۔ اور اس کو اسلامی حدود میں لانے کے لیے فیڈرل شریعت کورٹ نے تین سال کی مہلت دی تھی۔ 26 رمضان کو قمری اعتبار سے دوسال ہو جائیں گے۔ اب تک اس حوالے سے کیا پیش رفت ہوئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ بہت ضروری تھا کہ اس موقع پر اس طرح کا پروگرام کیا جائے اور حکومت کو یاد دلایا جائے کہ اس کے ذمہ عدالت نے کچھ کام لگائے تھے۔ ویسے تو عدالت نے 2027ء تک کا ٹائم دیا تھا لیکن اس سے قبل بھی کچھ کرنے کے کام حکومت کے ذمہ لگائے تھے۔ جیسا کہ فیصلے میں کہا گیا تھا کہ 30 جون 2022ء تک 10 قوانین کالعدم ہو جائیں گے جن کو پہلے فیصلوں میں بھی کالعدم قرار دیا گیا تھا۔ اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ پھر 31 دسمبر 2022ء کا عدالت نے ٹائم دیا تھا کہ اس سے پہلے سارے سودی قوانین کو ختم کر کے ان کے متبادل قانون سازی کی جائے گی۔ اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔ اس کے بعد 31 دسمبر 2027ء کی حتمی تاریخ دی گئی کہ اس سے پہلے پورے معاشی نظام کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ حکومت نے اس پر کوئی عمل نہیں کیا۔ بجائے اس کے یہ ہوا کہ آئی ایم ایف کے کہنے پر شرح سود مزید بڑھا کر 22 فیصد کر دی گئی کہ اس سے افراط زر ختم ہو گی۔ ہم نے گورنر سٹیٹ بینک سے ملاقات کر کے انہیں دعوت دی کہ آپ ماہرین کو بلا کر ہمارے ساتھ گفتگو کر لیں کہ ایسا کون سا معیشت کا اصول ہے کہ جس کے مطابق اپ شرح سود بڑھا دیں تو افراط زر اور مہنگائی میں کمی ہو گی؟ پہلے حکومت سٹیٹ بینک سے قرض لیتی تھی، پھر کمرشل بینکوں سے قرضے لینا شروع کیا گیا۔ اب حکومت عوام کے پیسے سے 22 فیصد سود ان بینکوں کو دے رہی ہے جو کہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہیں۔ اس سے مہنگائی میں بھی بے تحاشا اضافہ ہوا اور سرمایہ کاری کے بھی سارے راستے رُک گئے، فیکٹریاں، کارخانے بند ہوتے گئے کیونکہ لوگوں نے اپنا پیسہ بینکوں میں رکھنا شروع کر دیا۔ بہرحال سٹیٹ بینک سمیت 27 اداروں نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں درخواستیں جمع کروا دیں جن میں سے 14 درخواستیں تو واپس ہو چکی ہیں لیکن 13 ابھی بھی موجود ہیں۔ یہ امتیازی سلوک بھی صرف وفاقی شرعی عدالت کے ساتھ روا رکھا ہے کہ جیسے ہی اس کے فیصلے کے خلاف درخواست جمع کروائی جاتی ہے تو از خود سٹے آرڈر ہو جاتا ہے۔ باقی تمام صورتوں میں سٹے آرڈر لینا پڑتا ہے، اس کے لیے باقاعدہ بحث ہوتی ہے۔ اب کافی عرصہ ہو گیا سپریم کورٹ کا شریعت اپیلٹ بنچ بن ہی نہیں سکا کہ وہ سماعت کرے۔ ہم نے چیف جسٹس سے بھی رابطہ کیا کہ آپ قرآن وحدیث کے حوالے دیتے ہیں تو اسی قرآن میں سود کو اللہ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ آپ شریعت اپیلٹ بنچ بنا دیں تا کہ سماعت شروع ہو سکے۔ اگر آپ نہیں بنا رہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اس جنگ کو ختم کرنے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ بہرحال حکومت اور دوسرے اداروں کی بدنیتی کی وجہ سے اس معاملے میں تاخیر ہو رہی ہے۔ صرف آئی ایم ایف کے پروگرامز کے تحت ساری پالیسیز چل رہی ہیں۔ روز قیامت جس کے پاس جتنا اختیار ہے اس کے مطابق جواب دینا پڑے گا۔

سوال: پاکستانی معیشت کی حالت گزشتہ کئی دہائیوں سے ICU میں پڑے مریض کی طرح ہے کہ IMF سے قسط کی صورت میں آکسیجن ملتی ہے تو یہ ملک چلتا ہے۔ 1980ء کے بعد سے اب تک یہ 24واں پروگرام ہے جو حکومت IMF سے لے رہی ہے۔ اس کے باوجود پاکستان کی معیشت ٹھیک کیوں نہیں ہوئی؟

رضاء الحق: IMF سے رجوع کرنے کا فائدہ تب ہوتا جب یہ ادارہ ملکوں کی معیشت کو بہتر بنانے کے لیے قائم کیا گیا ہوتا۔ IMF اور ورلڈ بینک جیسے ادارے دوسری جنگ عظیم کے بعد عالمی استعماری ایجنڈا کے تحت بنائے گئے تھے جن کا مقصد یہ تھا کہ دنیا کی معیشت کو کس طرح اپنے کنٹرول میں کرنا ہے اور کس طرح ان کے ذریعے بعض ممالک کو جکڑ کر ان کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ IMF کے ایک سابق ڈائریکٹر نے اپنی کتاب Confessions of an Economic Hit Man میں لکھا ہے کہ IMF مختلف ممالک کو جو سہانے خواب دکھا کر قرضہ دیتا ہے اس کے پیچھے اس کا مقصد ان ممالک کو غلام بنانا ہوتا ہے۔ پاکستان کے معاملے میں ہم نے دیکھا کہ ہر دفعہ IMF اپنی شرائط سخت سے سخت کر دیتا ہے۔ گزشتہ دور حکومت میں جب 6th ریویو لیا گیا تو اس وقت IMF نے سٹیٹ

بینک کو خود مختار بنانے کی شرط رکھی تھی اگرچہ یہ عمل 1990 سے IMF کی مرضی سے جاری تھا لیکن چھٹے ریویو کے دور میں سٹیٹ بینک کو جو خودمختاری ملی اس کے نتیجہ میں شرح سود کو بڑھانے کا مکمل اور غیر مشروط اختیار بھی اس کے پاس چلا گیا اور اس نے بڑھا کر 22 فیصد کر دیا حالانکہ شرح نمو کم ہو رہی تھی اور اشیاء کی قیمتیں بڑھ رہی تھیں۔ ایسی صورت میں دنیا بھر کی حکومتیں شرح سود کم کرتے ہوئے صفر تک لے آئیں لیکن پاکستان میں IMF کی مرضی سے بڑھا کر 22 فیصد کر دیا جس سے ایک طرف مہنگائی میں بے پناہ اضافہ ہوا اور دوسری طرف پاکستان مزید سودی قرضوں میں جکڑا جا چکا ہے۔ اب خبریں یہ آ رہی ہیں کہ پاکستان IMF سے اگلا پروگرام مصر کے ماڈل پر 8 بلین ڈالرز کا لے رہا ہے۔ اس وقت پاکستان پر بیرونی قرضہ 132 بلین ڈالرز ہے۔ ہمارا پچھلا بجٹ جو کہ ساڑھے 14 کھرب روپے کا تھا نصف سے بھی زیادہ سود اور قرضوں کی ادائیگی پر خرچ ہوا۔ ہمارے ریونیو صرف 60 فیصد بجٹ پورا کر پاتے ہیں باقی 40 فیصد کے لیے ہمیں مزید قرضے لینے پڑتے ہیں، اگر وہ قرض ہم 22 فیصد شرح سود پر لے رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ پاکستان معاشی طور پر تیزی سے ڈوب رہا ہے۔ پھر IMF یہ شرائط بھی لگا دیتا ہے کہ پٹرول، بجلی اور گیس کی قیمتیں بڑھاؤ۔ ابھی عام ریٹیلر پر بھی کم از کم 1200 روپے کا ٹیکس لگا دیا جبکہ اشرافیہ پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ حالیہ رپورٹ ہے کہ پاکستان ہر سال افسروں کو مراعات پر 18 ارب ڈالر خرچ کرتا ہے۔ 800 ارب روپے سے زائد پینشنرز پر خرچ ہوتا ہے جن میں سے 70 فیصد سے زائد عسکری اداروں سے ہیں۔ جب بجٹ سودی قرضوں پر زیادہ خرچ ہوگا تو ڈیفنس کا بجٹ کم ہوگا اور اس کے نتیجہ میں ہمارا دفاع بھی کمزور ہوگا۔ بہرحال IMF کے چنگل میں پھنسنے کے بعد ہماری اکانومی مسلسل خودکشی کی طرف جا رہی ہے اور مزید بھی اگر ہم نے IMF پر انحصار کیا تو پھر ملک کا بچنا مشکل ہو جائے گا۔

سوال: پی ڈی ایم کی حکومت کے دور میں پاکستانی معیشت کو بہتر کرنے کے لیے سپیشل انویسٹمنٹ فیسلیٹیشن کونسل SIFC قائم کی گئی۔ اس کی پالیسی کے تحت وزیراعظم نے اعلان کیا ہے کہ وہ ملکی ایئرپورٹس کی بھی نجکاری کرنے جا رہے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ملکی اثاثوں کی نجکاری سے پاکستان کی معاشی مشکلات دور ہو جائیں گی؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ جو کاسمیٹک سی کارروائیاں ہیں ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ معیشت کو بہتر بنانے کے لیے چند بنیادی فیصلے لینے کی ضرورت تھی جو کہ نہیں لیے جا رہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ IMF سے قرض ہم کیوں لے رہے ہیں اور کہاں خرچ کر رہے ہیں؟ آپ دیکھیں کہ جس ملک میں دریا ہیں، دھوپ ہے، ہم مفت بجلی پیدا کر سکتے وہاں ہم نے مہنگے تھرمل معاہدہ کے تحت لگائے کہ وہ بجلی پیدا کریں یا نہ کریں ہم ان کو ڈالرز میں پیمنٹ کریں گے اور فیول ایڈجسٹمنٹ بھی دیں گے۔ یہ ہمیں 60 روپے فی یونٹ بجلی دے رہے ہیں حالانکہ 60 روپے یونٹ میں نہ تو کوئی انڈسٹری چل سکتی ہے اور نہ ہی

> **ہمارے ہاں جو نظریاتی بحران ہے اس کی وجہ سے باہر سے ایسے لوگوں کو پاکستان کے بڑے عہدوں پر بٹھایا جاتا ہے جن کے پاس یہاں کا شناختی کارڈ بھی نہیں ہوتا۔**

زراعت آگے بڑھ سکتی ہے۔ اسی طرح ہمارے ساتھ انڈیا ہے وہ اپنی گاڑیاں بنا کر ایکسپورٹ کر رہا ہے جبکہ ہم گاڑیاں اسمبل کرنے کے لیے جاپان سے پرزے منگواتے ہیں اور جاپانیوں کو ڈالرز میں پیمنٹ کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم جو تیل منگواتے ہیں اس کی ادائیگی بھی ہم ڈالرز میں کرتے ہیں۔ اب ایکسپورٹ تو ہم کر نہیں رہے تو ڈالرز آئیں گے کہاں سے؟ لہٰذا ہم IMF سے قرضہ لیتے ہیں۔ بجائے اس کے اگر ہم ایران سے سستا تیل لیں، مہنگے تھرملز کی بجائے اپنی بجلی پیدا کریں، اپنی گاڑیاں بنائیں اور اپنی ایکسپورٹ بڑھائیں تو ہمیں IMF کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ اسی طرح فضول خرچے ہیں۔ وفاقی حکومت کے پاس 90 ہزار گاڑیاں ہیں جو انہوں نے ججوں، جرنیلوں، افسروں اور پارلیمنٹیرینز کو دی ہیں، ان تمام گاڑیوں کو مفت پٹرول دیا جاتا ہے اور اس کی قیمت عوام بھرتے ہیں۔ 17 ویں گریڈ والے افسر کے پاس دو دو ڈھائی کروڑ والی گاڑی ہوتی ہے۔ جب تک یہ فضول خرچیاں کم نہیں ہوتیں تب تک آپ نجکاری کر لیں، کچھ بھی کر لیں معیشت ٹھیک نہیں ہوگی۔ نجکاری کے نام پر آپ نے اپنی موٹرویز بھی بیچ دیں، ایئرپورٹس بھی دے دیے۔ وہ ادارے جن کے ساتھ ملک کی سلامتی کا تعلق ہے ان کو بھی آپ دے رہے ہیں تو یہ پالیسی بہتر نہیں ہے۔

سوال: سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کو اس سال تقریباً 28 ارب ڈالر قرضہ بمعہ سود ادا کرنا ہے، اگلے تین سال میں 78 ارب ڈالرز پاکستان کو ادا کرنا ہے، ایک طرف ملک IMF کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے دوسری طرف ہم چائنہ کے بھی مقروض ہو چکے ہیں۔ ان حالات سے پاکستان کیسے نکل پائے گا؟

رضاء الحق: معاشی اور سیاسی پالیسی سے زیادہ اہم اور بنیادی کسی ملک کی نظریاتی اور اخلاقی پالیسی ہوتی ہے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نظریاتی اور اخلاقی لحاظ سے ہمارا ملک اپنی اصل سے بالکل ہٹ چکا ہے۔ جس کا جس قدر اختیار ہے وہ اسی قدر ملک اور قوم کو لوٹ رہا ہے اور یہی چیز ہماری ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ چین نے اپنی بنیاد جس نظریہ پر رکھی تھی وہ اب بھی اس پر قائم ہے، وہاں کرپشن زیرو ٹالرنس ہے۔ انہوں نے ملکی مفاد کے مطابق معاشی پالیسی بنائی اور اس میں وہ کامیاب ہیں۔ اسی طرح اہل مغرب نے اپنے ملک اور عوام کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے پالیسیاں بنائی اور سرمایہ دارانہ نظام کے تحت پوری دنیا کو کنٹرول کیا۔ ہمارے پاس سب سے عمدہ نظام اور نظریہ تھا لیکن ہم اس پر قائم نہیں رہ سکے۔ ہمیں یہ تنبیہ کر دی گئی تھی:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝۱۲۴﴾ (طٰہٰ) ''اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا تو یقیناً اُس کے لیے ہو گی (دنیا کی) زندگی بہت تنگی والی اور ہم اٹھائیں گے اسے قیامت کے دن اندھا (کر کے)۔''

جب ہم نے اللہ کے دیے ہوئے نظام کو چھوڑ دیا تو اب ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم کیا کریں، کبھی ادھر جاتے ہیں، کبھی اُدھر جاتے ہیں لیکن قدم سنبھل نہیں پا رہے اور نہ ہی سنبھل سکتے ہیں جب تک کہ ہم اپنی اصل کی طرف لوٹ نہ آئیں جس کی بنیاد پر ہم نے ملک حاصل کیا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے 1948ء میں سٹیٹ بینک کے افتتاح کے موقع پر واضح کہا تھا کہ مغرب کا معاشی نظام لاینحل مسائل کا باعث بنا ہے۔ ہمیں اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنا معاشی نظام ترتیب دینا ہوگا اور میں اس کام کی نگرانی کروں گا۔ لیکن قائد کی وفات کے بعد ہم ان کی

پالیسی پر قائم نہیں رہ سکے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اب ملک 132 ارب ڈالرز کا بیرونی قرضہ دینا ہے اور اس سے دگنا اندرونی قرضہ ہے۔ کم از کم اندرون ملک جو قرضہ ہے اس پر 22 فیصد سود دینے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو ختم کیا جاسکتا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے بھی یہی فیصلہ دیا تھا کہ ملکی معیشت کو سود سے پاک کیا جائے اور یہ عمل اندرون سے شروع کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو پھر نہ ہمیں امریکہ کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی IMF کی۔

سوال: اگر ہم پاکستان کے ماضی پر نظر ڈالیں تو کبھی کسی ٹیکنوکریٹ کو وزیر خزانہ بنا دیا جاتا ہے، کبھی کسی بینکر کو وزیر خزانہ بنا دیا جاتا ہے، کبھی IMF کے حاضر سروس ملازم کو گورنر سٹیٹ بینک لگا دیا جاتا ہے، کبھی ٹیکس کنسلٹنٹ کو FBR کا چیئرمین لگا دیا جاتا ہے، اب بھی ہماری حکومت نے ایک ٹیکنوکریٹ کو وزیر خزانہ بنا دیا ہے۔ یہ بتائیں کہ ان پالیسیوں سے کبھی غریب آدمی کو بھی ریلیف مل سکے گا؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: وہ ایک شعر ہے کہ

اب روزنوں سے آتی ہے باہر کی روشنی
گل کر گیا ہے کون میرے گھر کی روشنی

ہمارے ہاں جو نظریاتی بحران ہے اس کی وجہ سے ایسے لوگوں کو یہاں بڑے عہدوں پر بھیجا جاتا ہے جن کے پاس یہاں کا شناختی کارڈ بھی نہیں ہوتا۔ معین قریشی کو جب یہاں بھیجا گیا تو اس کے پاس پاکستان کی شہریت بھی نہیں تھی۔ ایک دن کے اندر ان کا شناختی کارڈ بنایا گیا۔ یہ جو باہر سے لوگوں کو بھیجا جاتا ہے، یہ باہر والوں کے ہی مقاصد پورے کرتے ہیں ان سے کسی بہتری کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ ہماری حکومتوں نے ماضی سے کوئی سبق نہیں سیکھا اور اسی ڈگر پہ ملک کو چلا رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں کسی بہتری کی کوئی امید نہیں ہے۔ ہماری سرحدوں کے پاس ایران اور انڈیا گیس اور تیل نکال رہے ہیں جو کہ ہمیں نکالنا چاہیے تھا۔ چائنہ ون روڈ ون بیلٹ اپنے عالمی مقاصد کے لیے بنا رہا ہے لیکن اس کا قرضہ پاکستان پر چڑھ رہا ہے۔ کہا جا رہا تھا کہ اس روڈ کے اردگرد انڈسٹریل زون بنے گا لیکن ابھی تک کہیں نظر نہیں آرہا اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی ایسا اقدام نظر آرہا ہے کہ ہم اس منصوبے سے اپنی صنعت کو ترقی دے سکیں یا پاکستان کی زراعت کو کوئی فائدہ پہنچے۔ چاہے ٹیکنوکریٹ کو لائیں یا جس کو بھی لائیں اس کا ہمیں کوئی فائدہ نظر نہیں آرہا ہے۔

سوال: پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل اور فیڈرل شریعت کورٹ جیسے آئینی ادارے موجود ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ یہ ادارے پاکستان کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے کوئی فعال رول ادا نہیں کر پا رہے؟

رضاء الحق: یہ سب ہماری بدنیتی کا معاملہ ہے۔ ہمارے آئین میں لکھا ہوا ہے: "No legislation will be done repugnant to the Quran and Sunnah"۔ لیکن آپ دیکھیں کہ اکثر قانون سازی اس سے منافی ہو رہی ہے۔ یہاں ٹرانسجینڈر بل بھی پاس ہو جاتا ہے، سودی قوانین بھی موجود ہیں۔ تحفظ خواتین کے نام پر ایسا بل لایا جاتا ہے جس سے بے حیائی اور بے راہ روی کو فروغ ملتا ہے۔ کبھی گھریلو تشدد کے نام ایسا بل لایا جاتا ہے جس سے ہمارا خاندانی نظام تباہ ہو رہا ہے۔ شاید ہماری پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے لوگ اس قدر نااہل ہیں کہ جب ان کے سامنے کوئی بل آتا ہے تو بغیر دیکھے پاس کر دیتے ہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ اور اسلامی نظریاتی کونسل بنانے کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ جو قانون سازی شریعت کے خلاف ہو اس کی اصلاح کی جائے۔ اب ہونا یہ چاہیے تھا کہ ہر قانون سازی کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کا نقطہ نظر بھی طلب کیا جائے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس ادارے نے آئین میں موجود غیر شرعی قوانین کی اصلاح کے متعلق بہت سارا کام کیا ہوا ہے لیکن اس کی سفارشات پر کوئی عمل نہیں کیا جا رہا کیونکہ آئین میں سقم رکھے گئے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل غیر موثر رہے۔ اسی طرح وفاقی شرعی عدالت کو قائم کرتے ہی قانونی بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ پھر اس کے فیصلے کے خلاف درخواست دائر ہوتے ہی سٹے ہو جاتا ہے۔ یہی معاملہ سود کے خلاف فیصلے پر بھی ہوا۔ اب سپریم کورٹ درخواستوں پر سماعت کے لیے بنچ بنانے کو بھی تیار نہیں ہے۔ یہی معاملہ ٹرانسجینڈر ایکٹ کے خلاف فیصلے پر بھی ہوا۔ اس پر بھی اب سپریم کورٹ سماعت کرنے کو تیار نہیں۔ جب تک اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت جیسے اداروں کو قانونی لحاظ سے بااختیار نہیں بنایا جائے گا تو یہ اپنا کردار ادا نہیں کر سکتے۔

سوال: پاکستان کو بیک وقت سیاسی اور معاشی بحرانوں کا سامنا ہے آپ کی نظر میں اس سے نکلنے کا حل کیا ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: جس طرح کی غیر نمائندہ حکومتیں 8 فروری کے الیکشن کے بعد بنی ہیں تو یہ صرف سٹیٹس کو کو لے کر چل سکتی ہیں۔ اس طرح کے ممبران اسمبلی سے کیا توقع رکھیں جن کے سامنے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات رسی سے باندھ کر میزوں پر رکھی جاتی ہیں اور وہ ان کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔ اس طرح کے حکمران ملے ہیں کہ جن کو ملک کے نظریہ سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی ملک اور قوم سے کوئی ہمدردی ہے۔ وہ صرف اپنا سٹیٹس انجوائے کرنے، پروٹوکول انجوائے کرنے اور اپنی کرپشن کا تحفظ کرنے کے لیے اسمبلیوں میں آتے ہیں۔ ایسے حکمران ہی ہمارے سیاسی، معاشی اور معاشرتی بحرانوں کی اصل وجہ ہیں۔ یہ بحران بڑا گہرا ہے اور ختم ہوتا ہوا نظر نہیں آرہا۔ معیشت اسی طرح چلتی رہے گی، سود بڑھتا رہے گا۔ حل قرآن نے بتا دیا ہے کہ: ''اگر یہ لوگ ایمان لائیں اور تقویٰ اختیار کریں تو ہم ان پر زمین وآسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔'' مگر ہمارے حکمران IMF کی یقین دہانی پر ملک کا بیڑا غرق کر رہے ہیں لیکن اللہ کی یقین دہانی پر انہیں کوئی یقین نہیں ہے۔ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ بحر و بر میں جو فساد پھیلا ہوا ہے کہ انسانوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ عوام اپنے ہاتھوں سے ایسے لوگوں کو ووٹ دیتے ہیں جو صرف تباہی لاتے ہیں۔

رضاء الحق: ایمان اور تقویٰ بنیادی چیز ہے۔ مسلمانان پاکستان کے لیے سہولت یہ ہے کہ ہمارا ملک اسلام کے نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا ہے۔ 73 کے آئین سے دو شقیں نکال دیں تو باقی سارا آئین اسلامی بن سکتا ہے۔ مسئلہ اس کے نفاذ کا ہے۔ لیکن اگر نفاذ کرنے والے ہی بے ایمانی سے کام لیں گے اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے ملکی اور قومی مفاد کو بھینٹ چڑھا دیں گے تو ملک کبھی ترقی نہیں کر سکے گا۔ پھر سیاسی بحران بھی ہوگا، معاشی بحران بھی آئیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم واپس اپنی اصل کی طرف لوٹ کر نہیں جاتے تب تک ہمارے مسائل حل نہیں ہو سکے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

جاگ اُٹھو!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ماہ مبارک اللہ کی رحمت، مغفرت کے خزانے طلب گاروں پر لٹاتا آخری عشرے میں داخل ہوگیا۔ جنت کے سبھی دروازے کھل گئے، جہنم کے دروازے بند کردیے گئے۔ شیاطین باندھ دیے گئے۔ (صرف زمینی، طینی شیاطین عالمِ تنہائی میں مارے مارے کارگزاریاں دکھاتے پھر رہے ہیں۔) یہ رمضان بے مثل رہا۔ شہادتوں کے خون سے اقصیٰ کے چراغ روشن رکھنے والوں کے عزم وثبات سے دنیا بھر میں اندھیرے دور کرنے کا سامان کر رہا ہے۔ جان پر کھیل کر مسجد اقصیٰ کو آباد رکھنے والے فلسطینیوں کو اللہ سلامت اور قوی رکھے۔ (آمین) نزولِ قرآن کا مہینہ۔ دنیا بھر تک اللہ کا پیغام، اس کا عطا کردہ حیات بخش نظام زندگی متعارف کروانے کا مہینہ۔ تمام استحصالی، مبنی بر ظلم نظام ہائے زندگی مٹا کر خالق ومخلوق مابین حائل پردے ہٹانے کے لیے امت امامتِ انسانیت کی تربیت کا مہینہ۔ اس کائنات کے نور تک دنیا کی رسائی کا سامان لیے لیلۃ القدر میں قرآن اور نبوت کا عظیم ترین تحفۂ ربانی عطا ہوا۔ امت سو چکی تھی۔ کھوئی گئی تھی دنیا کے میلے میں۔ وھن (حب دنیا، کراہیۃ الموت) کی مریض بنی۔ جو روح کو اندھا کردینے، تاریکی سے بھر دینے والا مرض ہے۔ کتنا اندھا؟ ایک مثال کافی ہے۔ سعودی عرب سے عالمی مقابلۂ حسن میں شرکت کے لیے نکلنے کو تیار کم لباس عورت ہاتھ میں سبز کلمے والا جھنڈا اٹھائے فخریہ رمضان میں موجود ہے! سوال یہی اٹھتا ہے: 'کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں؟' (الحدید: 16) بنی اسرائیل (یہودی)، انبیاء کے قتل اور کتاب اللہ تورات اور اس کے احکام میں تحریف کے بدترین مجرم ہیں۔ دوسری طرف امتِ مسلمہ ہے۔ قرآن سے منہ موڑے، موت کو بھلا کر حقیر دنیاوی مفادات کی اسیر بن کر قساوتِ قلبی کا شکار ہو چکی۔ جسم اور روح کے درمیان کھڑکی ہمارا قلب ہے۔ رمضان ہی یہ نادر گھڑیاں فراہم کرتا ہے جب رجوع کرنے والوں کے لیے قرآن کا نور آنکھوں اور کانوں کے راستے اندر کے اندھیرے دور کرنے روح میں اترتا ہے۔ آلودگیاں دھلتی ہے۔ دل مانجھا کو چاجاتا ہے۔ پیشانی سجدہ ریز ہوتی ہے تو شخصیت کا مرکز، دماغ کا پسِ پیشانی حصہ (Frontal Lobe) رب تعالیٰ سے روشنی پاتا ہے۔ فیصلہ سازی اور جذباتی رویوں کے مرکز کی جلاء دن میں پانچ مرتبہ اور قیام اللیل سے مہینہ بھر ہوتی ہے۔ حیوانی جسم میں موجود وجودِ اصلی، 'روح' سال بھر کے لیے خالق سے وابستگی اور مطلوبہ پاکیزگی حاصل کرتی ہے۔ تعلیم، گلوبل تہذیب، ذرائع ابلاغ، حکومتی اہتمامات سے ہمارے ہاں ہمارے اعصاب پر مغربی وائرس کا وہ حملہ ہوا جو مسلمان کو اس کی اصلیت، شخصیت، شناخت بھلا دیتا ہے۔

تناظر میں ایک سیرت وکردار غزہ، مسجدِ اقصیٰ کے نواح میں دی جاتی جانی مالی قربانیوں، شدائد کا پامردی سے مقابلہ کرتا نگاہ خیرہ کن ایمان اور رمضان کا ہے۔ دوسری طرف رمضان ہمارے ہاں پی ایس ایل کرکٹ کے پروانے بن کر گزارنے والے ہیں اور اب نیتن یاہو کے ہاں سے آتی ظہورِ دجال کی تیاریوں میں نیٹ پر امڈنے والے رطب ویابس کا چرچا کرنے والے مسلمانانِ نسلِ نو! سوشل میڈیا اب نئے بخار کی زد میں ہے۔ لال بچھڑا قربان کرنے، (نعوذ باللہ) مسجد اقصیٰ گرا کر تھرڈ ٹیمپل بنانے اور دجال کی آمد ہونے چلی ہے۔ ساتھ ہی ہمیں سیدنا مہدی کے ظہور کی خبر دی جا رہی ہے۔ ادھر ہمارے والے (وہی طبقہ جو رمضان اور غزہ سے بے نیاز ہے۔) اسے فلمی، ڈرامائی سنسنی خیزی کے ساتھ پھیلا رہے اور بحث مباحثے چھیڑ رہے ہیں... بغیر علم ولاھدی ولا کتب منیر بعض اور لوگ ایسے ہیں جو کسی علم اور ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر، گردن اکڑائے ہوئے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں تا کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں۔' (الحج: 9،8) یہودی تو اس فن میں طاق رہے ہیں۔ اب وہ سوشل میڈیا کے ذریعے کم علم، کج راہ مسلمانوں کو اس کام پر لگا رہے ہیں۔

نبی ﷺ ہمیں ایسی راہ پر چھوڑ کر گئے ہیں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔ 'باب اشراط الساعۃ' رہنما ہے۔ احادیث میں اس دور کی علامات کی نشاندہی آپؐ نے فرما دی ہے۔ علمائے کرام موجود ہیں۔ یہودی ربیوں، پیشواؤں کے فراڈ اور دھوکے کا اتباع چھوڑ کر کتاب اللہ اور احادیث نبویہ ﷺ اصل ماخذ ہیں۔ آپؐ کی تنبیہ بہت سخت ہے: 'خبردار رہو! عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے۔' میں نے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) عرض کیا: یا رسول اللہ، اس سے بچنے کی صورت کیا ہوگی؟' آپؐ نے فرمایا: کتاب اللہ، اس میں اس چیز کی خبر بھی ہے کہ تم سے پہلے کی قوموں پر کیا گزری اور اس بات کی خبر بھی ہے کہ تمہارے بعد میں آنے والوں پر کیا گزرے گی، اور اس چیز کا ذکر بھی ہے کہ تمہارے معاملات کے درمیان فیصلہ کرنے کی صورت کیا ہے۔ یہ قرآن ایک سنجیدہ اور فیصلہ کن کلام ہے، کوئی مذاق کی چیز نہیں ہے۔ جو کوئی ظالم وجبار شخص اس قرآن کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو کچل کر رکھ دے گا اور جس نے اسے چھوڑ کر کسی اور جگہ سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کی اللہ اسے گمراہ کر دے گا۔' (ترمذی، دارمی) کتابِ مبین، صحیح احادیث، سورۃ الکہف اور 'معرکۂ ایمان ومادیت' جیسی مستند کتب (ابوالحسن علی ندویؒ)، علمائے حق کے ہوتے ہوئے اسرائیلی قصابوں سے سیدنا مہدی اور ظہورِ عیسیٰ علیہ السلام یا کانے دجال بارے پوچھا جائے گا؟ جب ہمارے ہاں یہ بحث چھیڑی پھیلائی جا رہی ہے، مغرب میں کیا ہو رہا ہے؟ ہماری یہ برگر کلاس، منہ ٹیڑھے کر کے انگریزی لب ولہجے اپناتی، ان کے طرز زندگی نظام تعلیم پر مرتی مٹتی ہے۔ یہ ذرا ادھر تو دیکھے۔ وہاں فضا کیا ہے؟

یہ نیویارک ہے۔ جسے یہود کا گڑھ ہونے کی بنا پر 'جیویارک' بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں 31 مارچ کو 30 ہزار امریکیوں کے شدید جذباتی، فلسطین میں جنگ بندی کے لیے نعرہ زن مظاہرے کا سماں ہے۔ نہ لال بچھڑے نہ تھرڈ ٹیمپل جیسی کوئی تیاری! ایک ہی غم حاوی ہے۔ قتل عام روکو! یہ لندن بھی دیکھ لیجیے یہاں دو مظاہرے جاری ہیں۔

ایک لامتناہی فلسطینی جھنڈوں اور انہی کے لیے بینر، نعروں بھرا مظاہرہ۔ دوسری طرف اسرائیل کے حق میں 50 یہودیوں پر مشتمل اسرائیلی جھنڈے اٹھائے، یرغمالیوں کی رہائی کے لیے احتجاج! دنیا بدل چکی ہے! ہمارے نوجوان لال بچھڑے کی دم پکڑے دجال پر بحث کر رہے ہیں! ڈنمارک میں عوام نے کوپن ہیگن کا گھیراؤ/ بلاک کر رکھا ہے، فلسطین کا حق طلب کرتے! نیتن یاہو اپنی ناکامیوں پر گھبرایا پڑا ہے اور مذہبی 'ٹچ' دینے کو یہ ہوائی (بچھڑے والی) اس نے چھوڑی ہے۔ پہلے راقمہ اسی نوعیت کی ایک پیشن گوئی کا تذکرہ ('غم کا عارضی منظر': کالم 28 فروری، اسلام) کر چکی۔ جس کی رو سے نیتن یاہو کے ہاتھوں عصائے سلطانی دجال کو دیے جانے کی کہانی پھیلائی گئی تھی۔ یہ درحقیقت بھی نیتن یاہو کی مالیخولیائی کیفیت (hallucinations) کا تسلسل ہے۔ ہم، کلام اللہ اور نبی اللہ خاتم النبیینﷺ کے وارث امتی، ان احمقوں سے پوچھیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ (28 مارچ، دی ویک) نام کے اخفاء کے ساتھ اسرائیلی اعلیٰ (حساس ادارے کے) اہلکار اقراری ہیں کہ: 'اسرائیلی اہداف حاصل کرنا ناممکن دکھائی دے رہا ہے۔ حماس کو تباہ کرنا دیوانے کی بڑ والی بات ہے۔ مہینہ پہلے تک بھی امریکی اسرائیل کے ساتھ کھڑے تھے مگر اب ایسا نہیں ہے۔' دی ٹیلی گراف کی رپورٹ کہتی ہے۔ 'یاہو رفح پر زمینی حملے پر بضد ہے مگر بائیڈن مخالفت کر رہا ہے۔' سو ایسے میں لال بچھڑے کا اہتمام اور کہانی پھیلا کر دھیان بٹایا جا رہا ہے۔ ایمان کی فکر کیجیے۔ ابھی مہلت ہے۔ رمضان کا دامنِ نجات تھامنے کی ضرورت ہے۔ ظہورِ دجال کے بعد ایمان لانا ممکن نہ رہے گا۔ پناہ بخدا!

رمضان کی دعاؤں میں بڑا حق ان تمام باضمیر مغربیوں و دیگر دنیائے کفر کا ہے جو فلسطین کے غم میں رات دن ایک کیے رہے۔ اللہ ان سلیم الفطرت انصاف پسندوں کو نورِ ایمان سے منور کر دے۔ (آمین) ہمیں اس وقت اہلِ ایمان میں شامل رکھے جب چھانٹ کر منافق الگ کر دیے جائیں۔ (آمین) الشفاء ہسپتال میں ناقابلِ بیان درندگی اسرائیلی خون آشام وحوش نے برپا کی ہے۔ اس سے امریکا، مسلم دنیا کے حکمرانوں کے ہاتھ خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ تمام مسلم حکومتیں صرف تماشائی ہیں!

جاگ سکتے ہو تو جاگ اٹھو نفیریں گونجیں
ورنہ تا حشر یونہی سوئے رہو سوئے رہو

❁ ❁ ❁

داعی رجوع الی القرآن، بانی تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل
بیانُ القرآن
ترجمہ و مختصر تفسیر
کی شہرۂ آفاق پذیرائی اور مقبولیت کے بعد اب پیش ہے:
مختصر
بیانُ القرآن
ترجمہ مع منتخب حواشی
❁ امپورٹڈ میٹ پیپر ❁ مضبوط مراکو جلد ❁ 1248 صفحات
~~4500/-~~ روپے کے بجائے
رمضان المبارک میں صرف -/2200 روپے میں
رمضان المبارک کا خصوصی تحفہ
فری ہوم ڈیلیوری کے ساتھ
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)
maktaba@tanzeem.org
0301-1115348

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!
آن لائن کورس
❁ کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
❁ کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
❁ کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
❁ کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
تو
صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر
الحمدللہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے
برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، 36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-35869501(42-92) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم ،نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

اللہ رب العالمین کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت اور سچے دین کے ساتھ وابستہ کیا فتنوں کے اس دور میں کہ جس میں قدم قدم پر اتنے زیادہ فتنے ہیں کہ مسلم شریف کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ میری امت پر ایک وقت آئے گا کہ فتنے اندھیری رات کی طرح چھائے ہوئے ہوں گے اور اگر ایک شخص صبح کو مومن ہے تو شام تک کافر ہوا ہوگا اور اگر شام تک مومن ہے تو صبح تک کافر ہوا ہوگا اور ان فتنوں کے تعاقب کے لیے اگر ہم دنیا بھر کی دینی جماعتوں کو شمار کریں تو ایک فتنہ ایک جماعت کے حصے میں نہیں آتا جماعتیں تھوڑی ہیں فتنے زیادہ ہیں اور جتنی زیادہ محنت اس وقت کفر کر رہا ہے اور پرانا کفر بھی اور خاص طور پر یہ جدید کفر کی شکلیں یہ فتنے اسلام کے اندر سے اٹھنے والے جو گروہ ہیں جس کو آقا کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک میں فتنہ کہا ہے۔ یہ وائرس ہے جو اس امت کے اندر اس وقت کثرت سے پھیلا ہوا ہے کہ جو اندر سے فتنہ اٹھتا ہے، اندر سے جو بغاوت اٹھتی ہے اندر سے جو الحاد کے رستے نکلتے ہیں سب سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں اور میں اس بات پر اللہ رب العالمین کا جتنا زیادہ شکر ادا کروں وہ کم ہے کہ اس فتنے کے وائرس سے اللہ رب العالمین نے مجھے نکالا سن دو ہزار بارہ میں جب میں نے قادیانیت کے کفر کو چھوڑا تو اس وقت سے میری یہ شدید خواہش تھی کہ میں دین کو پڑھوں کیونکہ دینی علم تو باقاعدہ حاصل نہیں کیا تھا۔ ملتان شہر سے میرا تعلق تھا اور وہاں سکول کالج میں پڑھے اس کے بعد شوق ہو گیا ہومیو پیتھک کا تو ڈی ایچ ایم ایس چار سالہ وہ کورس کیا اور والد صاحب کاروباری تھے۔ ان کے ساتھ تھوڑا وقت دیتا رہا لیکن دین پڑھنے کا ایک شوق تھا۔

بچپن سے ہی مجھے قرآن پاک کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا شوق تھا تو میں نے کوئی اکانوے بانوے میں سب سے پہلے جو قرآن مجید کا ترجمہ لیا میری اس وقت تو پچاس سال کے قریب عمر ہے تو سن اکانوے بانوے میں مجھے شوق ہوا ترجمہ قرآن پڑھنے کا تو میں نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ لیا تو وہ بالکل مجھے سمجھ نہ آیا الفاظ مشکل اردو پرانی تھی وہ الفاظ ہی سمجھ نہ آئے اچھا اس کے بعد پھر ڈھونڈنے سے آہستہ آہستہ پتہ چلا کہ حافظ نذر احمد صاحب کا ترجمہ آ گیا وہ کچھ آسان اردو ہے وہ میں نے پڑھنا شروع کیا پھر دو رنگوں میں ترجمہ قرآن آسان تحریک والوں کا آ گیا تو آسان اردو تھی تو وہ میں ترجمہ پڑھا ایک شوق تھا کہ میں قرآن پاک کو ترجمے سے پڑھوں اور سمجھوں کم از کم ترجمہ تو مجھے پتہ چلے یہ ایک شروع سے میرا شوق رہا اور پھر دوسری بات یہ ک دین اسلام سے محبت اور غلبہ اسلام کی دل میں شروع سے ایک تڑپ تھی ایک کوشش تھی جو اللہ نے دل میں ڈالی تھی اسی کی تلاش میں قادیانی جماعت کی طرف بھی اسی غلبہ اسلام کی کی تلاش میں گیا کیونکہ قادیانی جماعت اس وقت پوری دنیا میں جو شور مچا رہی ہے وہ یہی مچا رہی ہے کہ اسلام کا غلبہ احمدیوں (قادیانیوں) کے ذریعے سے ہوگا اور اسلام کا غلبہ اب جماعت احمدیہ کے ذریعے سے ہوگا اور وہ اپنے ہر احمدی (قادیانی) کو اس بات پر اتنے زیادہ سرگرم رکھتے ہیں کہ بس دوستوں تم تیار رہو کہ بس غلبہ اسلام ہونے والا ہے اور تمہارے ذریعے سے ہوگا اور ہر قادیانی اپنی جماعت کے لیے اپنا مال بھی لگا رہا ہے، اپنی جان بھی، اپنا وقت بھی یعنی آپ حیران ہوں گے کہ یہاں علماء دوسری مرتبہ اگر مسجد میں چندے کا سوال کر لیں تو لوگ اعتراضات کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ قادیانی جماعت میں پینتالیس قسم کے چندے ہیں جو ہر قادیانی دیتا ہے پینتالیس قسم کے چندے جن میں سے ایک چندہ لازمی ہے اور وہ آمدنی پر پرسنٹیج کے حساب سے ہے یعنی دنیا میں شاید یہ اکلوتی جماعت ہو میں نے عیسائیوں کی بہت ساری تحریکیں دیکھی ہیں ویسے مسلمانوں کی بھی بہت ساری کمپنیاں دیکھی ہیں اور بہت قریب سے دیکھی ہیں لیکن اس طرح کا گروہ کہ جس کا ہر فرد اپنے اثاثے اور اپنی آمدنی جماعت کے ناظم مال کو بتاتا ہے، وہ اس پر پرسنٹیج کے حساب سے چندہ لگا کے بتاتا ہے کہ آپ کے اس سال کا چندہ اتنا بنے گا۔

جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) کا اتنا منظم پاکستان میں بھی کام ہو رہا ہے ایک بہائی تحریک اٹھی ایران سے 1844ء میں مرزا علی محمد باب نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ بہائی باقاعدہ دین ہے۔ دین بہائی کو ماننے والے اسلام کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ 2012ء کے بعد مجھے بڑے اکابر نے فرمایا کہ تم یہ ختم نبوت کا کام کرو باقی کام چھوڑو۔ میں نے کہا جی آپ علماء سے یہ کام کروائیں میں تو عالم نہیں ہوں، میں نے دین باقاعدہ نہیں پڑھا اور خاص طور پر میرا جو زور ہوتا تھا کہ قادیانیوں کو میں دیکھ کے آیا تھا کہ قادیانی داعی تیار کر رہے ہیں۔ وہ اسی طرح چھوٹے کورسسز کروا کے اپنے داعی تیار کرتے ہیں اور انہیں داعیانہ اسلوب سکھاتے ہیں۔ لیکن یہاں پر اس طرح کا کوئی انتظام نظر نہیں آتا تو جس سے مجھے بڑا دل میں ایک دکھ ہوتا کہ کاش کوئی ایسے لوگ تیار ہوں، جو پڑھے لکھے ہوں تعلیم یافتہ ہوں، جدید اصطلاحات سے بھی واقف ہوں اور پھر وہ دین کو سیکھ کر ان فتنوں کے تعاقب میں کام کر سکیں، اچھے انداز سے تو جب میرا واسطہ تنظیم اسلامی سے پڑا غالباً 2017-18ء کی بات ہے۔ یہاں لاہور میں جو مجلس احرار اسلام کا مرکز ہے، وہاں سالانہ ایک ماہ کا دورہ تربیت المبلغین شروع کیا ہوا تھا، اس دوران تنظیم اسلامی کے مرزا ایوب بیگ صاحب کسی میٹنگ کے سلسلہ میں تشریف لائے تو ہمارے بزرگوں نے انہیں بتایا کہ اس طرح سے ہم ایک کورس کروا رہے ہیں اس کورس کو میں لے کے چل رہا تھا، اس میں ہم علماء کو کہ جو درس نظامی کر چکے ہوتے تھے، ان کو داعی بنایا جائے، مناظر بہت ہیں آپ کسی باہر پھٹے پر چلے جائیں، کسی دکاندار سے ملیں وہ دو منٹ میں مناظرہ شروع کر دے گا۔ لیکن دعوت کو داعیانہ اسلوب کے ساتھ کرنے والے بہت کم ہیں۔ تو اس وقت جناب ایوب بیگ صاحب نے کورس کے بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں نے انہیں بہت تفصیل سے بتایا۔ اس کے بعد مجھ سے جناب محترم خورشید انجم صاحب نے رابطہ کیا جو تنظیم کے مرکزی ناظم تربیت ہیں۔ اس وقت تنظیم اسلامی کا مرکز گڑھی شاہو میں تھا تو مجھے ایک دن محترم جناب خورشید انجم صاحب نے میٹنگ کے لیے بلایا۔ وہاں میٹنگ میں یہ طے ہوا کہ قرآن اکیڈمی میں جو قرآن آڈیٹوریم ہے وہاں پورے ایک دن کا فہم ختم نبوت کورس کا پروگرام ترتیب دیا جائے تو الحمدللہ یہ پروگرام طے پا گیا اس پروگرام میں دیگر شہروں سے بھی کچھ لوگ آئے تو وہاں ان کے سامنے جب یہ بات رکھی کہ آج کے دور میں دیگر فتنوں کے ساتھ ساتھ اجراء نبوت پر کام کرنے والے گروہ بہت زور و شور سے کام کر رہے ہیں۔ یہ فتنہ ہے اور اس فتنے کا تعاقب ہم نے داعیانہ انداز سے کرنا ہے تو اس سے الحمدللہ تنظیم اسلامی کے بزرگوں کو یہ بات اور طریقہ کار پسند آیا۔ پھر جب تنظیم اسلامی کا مرکز یہاں چوہنگ شفٹ ہوا اور یہاں محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کا شروع کیا ہوا رجوع الی القرآن کورس مع فہم دین کورس کا آغاز ہوا تو اس وقت پہلے کورس کے موقع پر محترم جناب انجینئر شیر افگن صاحب نے رابطہ کیا اور مجھے انہوں نے حکم دیا کہ آپ ادھر آ کر ایک سالہ کورس والوں کو ”فہم ختم نبوت کورس“ کروائیں اور نبوت کو جاری قرار دینے والوں گروہوں کا مختصر تعارف اور انہیں دعوت اسلام داعیانہ اسلوب کے ساتھ دینے کے حوالے سے پڑھائیں۔ تو میں یہاں حاضر ہوتا تھا لیکن جب میں نے اس کورس کو قریب سے دیکھا تو مجھے بے انتہا خوشی ہوئی یوں سمجھو کہ میرا ایک خواب پورا ہو گیا۔ مجھے وہ خواب پورا ہوتا نظر آ گیا۔ مجھے تسلی ہوگئی کہ الحمدللہ تنظیم اسلامی اس کام کو بڑے احسن طریقے سے کر رہی ہے۔ اس وقت کے نوجوانوں کا جو مسئلہ ہے، اس وقت کے نوجوان کو جو سوالات اٹھتے ہیں اس کے لیے الحمدللہ یہ ایک سالہ کورس میں پڑھا کر جو نوجوان یا بڑی عمر کے افراد تیار کر رہے ہیں، یہ کام اس انداز سے کرنا اس وقت انتہائی ضروری ہے۔ اللہ پاک ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کے درجات بلند فرمائے کہ انہوں نے اس تنظیم کی بنیاد رکھی اور تعلیم و تربیت کا بہترین نظام شروع کیا۔ آج بھی الحمدللہ تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ دامت برکاتہم کی امارت میں بالکل واضح طریق انقلاب کے ساتھ سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس ایک سالہ کورس کو بہت مفید پایا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ آٹھ سالہ درس نظامی کا عرق نکال کر پیش کر دیا ہوا ہے۔ الحمدللہ اس کورس سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا خاص طور پر دین کا جامع تصور، دینی فرائض کا جامع تصور، اس پر عمل کے لیے جدوجہد، واضح طریقہ انقلاب اور قرآن فہمی کے ذریعے اسلاف کے ساتھ جڑے رہنے کی ترغیب، علم اور اہل علم کا ادب اور بہت کچھ سیکھنے کو ملا خاص طور پر میں کورس میں پڑھانے والے اساتذہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اتنے خوبصورت اور پیارے انداز سے پڑھایا کہ مذہب کے نام پر مذہبی حلیے والوں کی بد تمیزیوں کا دکھ بھول گیا تمام اساتذہ اپنے اپنے فن میں ماہر، باعمل اور عاجزی کا پیکر ہیں۔ اللہ پاک ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مرکزی ذمہ دار کی حیثیت سے پوری تنظیم اسلامی کو ہر موقع پر تعاون کی یقین دہانی کرواتا ہوں۔

والسلام
مولانا محمد مغیرہ
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام، پاکستان

حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع 25 فروری 2024 کو قرآن اکیڈمی میں ہوا۔اس پروگرام میں تمام رفقاء کو ان کے اہل خانہ کے ہمراہ مدعو کیا گیا تھا اور تمام خواتین رفیقات کو بھی دعوت دی گئی۔

پروگرام کا موضوع رمضان المبارک کے حوالے سے ترتیب دیا گیا۔اس پروگرام میں سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری محترم فاروق گیلانی مقامی امیر علامہ اقبال ٹاؤن نے ادا کی۔

پروگرام کا آغاز درس قران مجید سے ہوا۔ فاروق گیلانی صاحب نے آغاز میں پروگرام کا تعارف رکھا اور آنے والے تمام رفقاء کو ان کے اہل خانہ کے ساتھ آنے پر خوش آمدید کہا۔ درس قرآن کے لیے محترم عبدالمہیمن ہادی کو دعوت دی گئی۔انہوں نے سورۃ البقرہ کے رکوع نمبر 23 سے رمضان المبارک کی اہمیت، روزوں کی فرضیت واہمیت، روزہ اور قرآن کا باہمی تعلق اور قرآن مجید کے حقوق پر قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں خوبصورت کلام کیا۔

درس حدیث کی ذمہ داری محترم محمود حماد نے ادا کی۔انہوں نے رمضان المبارک کی اہمیت کو بیان کیا۔درس حدیث کے بعد فاروق گیلانی نے عشرہ اخوت کے حوالہ سے آپس میں تعلق بڑھانے والے اعمال کا خلاصہ رحماء بینھم کتابچے سے شرکاء کے سامنے رکھا اور اس کی اہمیت اور باہمی تعارف اور اس میل جول کی اہمیت کی یاددہانی فرمائی۔

درس قرآن اور مطالعہ حدیث میں رفقاء کے اہل خانہ دونوں شریک تھے۔جبکہ باقی پروگرام میں رفقاء کے لیے علیحدہ اور ان کے اہل خانہ ورفیقات کے لیے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔رفقاء کے لیے اگلا پروگرام خرم مراد صاحب کی کتاب ”رمضان کیسے گزاریں؟“ کا خلاصہ اور رمضان المبارک میں کرنے کے کام حلقہ کے ناظم دعوت محترم نثار خان نے بیان کیے۔اس کے بعد سالانہ اجتماع میں رفقاء کو دیے گئے اہداف کی یاددہانی کروائی گئی اور ان میں سے ایک ہدف بانی محترم کا خطاب ”راہ نجات: امریکہ والا کا دوسرا حصہ“ (تقریباً ایک گھنٹہ) تمام رفقاء نے دیکھا اور سماعت کی۔

رفقاء کے باہمی تعارف کے لیے وقفہ کیا گیا۔وقفہ کے بعد مقامی امیر واپڈا ٹاؤن محترم کاشف گیلانی نے رمضان المبارک میں دعوت کا کام کے حوالے سے قیمتی نکات رفقاء کے سامنے رکھے۔جس میں قبل از رمضان، رمضان کے دوران اور رمضان المبارک کے بعد کرنے کے کاموں کا ذکر کیا۔رفقاء کو خود اپنی اصلاح اور ایمان میں اضافہ کے لیے دورہ ترجمہ قرآن میں شرکت کی بھرپور دعوت دی۔اس کے بعد نماز ظہر کا وقفہ اور نماز کے ساتھ پروگرام کے اختتام کا اعلان ہوا۔

رفقاء کے اہل خانہ اور رفیقات کے لیے علیحدہ پروگرام میں خواتین کی دینی ذمہ داریاں کے حوالے سے تذکیری گفتگو محترم اظہر بختیار خلجی کی اہلیہ نے فرمائی۔ دورہ ترجمہ قرآن کے لیے معاونات اور رفیقات کے لیے عمومی ہدایات محمود حماد کی اہلیہ نے بیان کیے۔حیاۃ الصحابیات کو ڈاکٹر امتیاز اکرم کی اہلیہ نے بیان فرمایا۔

پروگرام میں بچوں کے لیے ریفریشمنٹ اور اختتام پر تمام رفقاء اور اہل خانہ ورفیقات کے لیے لنچ باکس کھانے کے لیے مہیا کیے گئے۔اس پروگرام میں تقریباً 175 خواتین، 350 رفقاء اور 70 تا 80 بچوں نے شرکت فرمائی۔اللہ تعالیٰ سب رفقاء اور تعاون کرنے والوں کو اجر عظیم سے نوازے۔(آمین)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام نصف روزہ سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام مورخہ 3 مارچ 2024 صبح 8:30 تا دوپہر 2:00 بجے تک نصف روزہ سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد رفاہ کالج جوہر آباد میں کیا گیا۔جس میں میانوالی اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 59 رفقاء اور 9 احباب نے پروگرام میں شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز صبح 8:30 پر تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔امیر مقامی تنظیم سرگودھا شرقی محمد گلباز نے سورۃ الواقعہ کی ابتدائی چالیس آیات کی تلاوت وترجمہ کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد رفقاء سے معروضی سوالنامہ برائے قرارداد تاسیس حل کروایا گیا، سوالنامے کے بعد مقامی تنظیم میانوالی کے امیر نور خان نے موضوع ”پکارنے والے کی پکار پر لبیک ولائحہ عمل“ سورہ آل عمران کی روشنی میں درس قرآن کی ذمہ داری ادا کی۔اس کے بعد تنظیم سرگودھا شرقی کے معاون تربیت احمد حیات نے ”فطوبی للغرباء“ کے موضوع پر درس حدیث دیا۔اس کے بعد نائب امیر حلقہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے منہاج القاصدین کے صفحہ 200 تا 202 تک کا مطالعہ کروایا۔

10:30 تا 11:00 بجے تک باہمی تعارف وچائے کا وقفہ کیا گیا۔وقفہ کے بعد نقیب اسرہ میانوالی تنظیم شفاء اللہ نے ”تنظیم اسلامی 400 سالہ تجدید دین کی مساعی کی امین“ کے موضوع پر بیان فرمایا۔اس بیان کے بعد حمید اللہ خان معاون دعوت حلقہ نے قرارداد تاسیس کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔اس کے بعد نقیب اسرہ میانوالی یاسر عرفات نے ”احسان اسلام اور ہمارا عمل“ کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔مذاکرے کے بعد عبدالرحمٰن مقامی امیر تنظیم سرگودھا غربی نے ”رمضان قرآن اور ہم عملی راہنمائی“ موضوع پر بذریعہ ملٹی میڈیا بیان فرماتے ہوئے رمضان المبارک کے مہینے کی تیاری کے سلسلے میں نہایت قیمتی نکات بیان فرمائے۔ پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ نے اپنے اختتامی کلمات میں فرمایا کہ ہم میں سے ہر کسی نے اپنے حصہ کا کام کرنا ہے ”اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں چن لیا ہے“ اور یہی آج کا پیغام ہے۔مسنون دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمام رفقاء کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور ومقبول فرمائے۔آمین یارب العالمین!

(رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشرواشاعت حلقہ سرگودھا)

حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام نئے رفقاء کا تعارفی اجتماع

حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارفی اجتماع 10 مارچ 2024 بروز اتوار صبح ساڑھے دس بجے تا نماز ظہر مرکز گڑھی شاہو میں منعقد ہوا۔امیر حلقہ نورالوری نے اجتماع کے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا۔انہوں نے اجتماع کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔اجتماع کے شیڈیول کے مطابق ناظم دعوت حلقہ لاہور شرقی شہباز احمد شیخ نے ”فرائض دینی اور بیعت وجماعت“ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔رفقائے تنظیم کے مطلوبہ اوصاف کے حوالے سے مقامی امیر گڑھی شاہو تنظیم محمد عدیل آفریدی نے تفصیلی گفتگو فرمائی۔اس کے بعد امیر حلقہ نے تمام شرکاء کا تفصیلی تعارف حاصل کیا۔بانیٔ امیر تنظیم کے تعارف اور تنظیمی ڈھانچے کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور شرکاء کے سوالات کے جوابات دیے۔آخر میں امیر حلقہ نے رفقاء کا بروقت شرکت پر شکریہ ادا کیا۔ان کو مبتدی نصاب کے سیٹ پیش کیے اور اس کے مطالعے کی اہمیت وضرورت واضح کی۔اس اجتماع میں مقامی تنظیم سے کل 15 نئے رفقاء نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔دعائے مسنونہ پر اجتماع کا اختتام ہوا۔اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو تمام شرکاء کے لیے باعث خیر وبرکت بنادے۔(رپورٹ: معتمد حلقہ لاہور شرقی)

Jannah. The terror has stopped, the fear is over. My mother will cry when they find my decaying body but her misery is going to be over soon. The other side is beautiful…"rejoicing in Allah's bounties and being delighted for those yet to join them." I wait for my mother. We will soon meet. Her pain will be over. Her pain is a test for the Ummah. It is a test to distinguish between the truthful and the liars, to distinguish the compassionate from the tyrants. It is to distinguish those who side with the truth and those who side with the falsehood, between those who speak for justice and those who speak for self interest/state interest.

Youssef Zeino and Ahmed Al-Madhoon, Gazan paramedics, who risked their lives to rescue me, their sacrifice became a symbol of Islamic compassion. We, the people of Gaza, stand apart from the cruel, cold, selfish and materialistic world. Youssef and Ahmed knew they would lose their life but their kind hearts did not allow them to stay behind. We are the people of love and hope therefore sacrifice comes to us as second nature.

In Gaza, even a smuggled cucumber becomes a tale because it is shared with compassion. A hospital bed is a tale because a mother in Gaza embraces as many children as she can despite her own children being hungry and in agony. She feeds as many children without parents as she can. Young children offer their firewood and warm clothes to elderly. They cheer up children. The doctors sacrifice their lives for the patients. The press risks their own and their family's lives for transparency. We think beyond self-interest. We wonder if the neighbor has eaten. We distribute the little food we have so more stomachs are filled.

Let our lives be a lesson for you. Let our blood allow you to lead a life of compassion, love and sacrifice. Allow our blood to help you break free from the chains of materialistic selfish lifestyle. I pray you will repent from your self-serving lifestyle before the day arrives when my mother will plead with Allah for justice. I wish you can see what Allah has provided me with and let go of Wahn (love for dunya and hate for death).

Don't forget us, we are not numbers. Don't placate yourself and forget a kid pleading for help, dying in a dark cold night. Don't forget the paramedics full of hope decaying in an ambulance. Don't forget the world heard my screams and their hearts ached but were helpless because of the shackles of tyranny and control in the current world. You must break the shackles and let mankind free.

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی'' (حلقہ کراچی شرقی) میں

27 اپریل تا 03 مئی 2024ء

(بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعہ المبارک 12 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

03 تا 05 مئی 2024ء

(بروز جمعہ المبارک بعد نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش

ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سماجی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0311-2642890 / 021-34690688

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

Where is Hind?

Muqadas Ghumman

I am trapped inside a car with 6 dead family members. There are Israeli tanks and snipers everywhere. Everyone is dead except me. I am not even 6 years old yet. It is getting dark and I am terrified. My heart is pacing. I am panicking. I am praying for what my father has always prayed for; *Shahadah.* This test is difficult. I am ready for what most people fear. I am ready to meet my Lord.

The tanks are getting louder, louder and louder. My heart is pounding. I can't recall the prayers my mom taught me against the enemy. I can't remember words to recite when overwhelmed with fear. The gunshots are piercing my ears. During the chaos I realize Layan, my 15-year-old cousin, is alive. I can sense that she wants to embrace me and protect me but she remains still. We suddenly hear the phone ring, she quickly picks up and speaks in a low tone, it's the rescue team. I sense hope. Someone is going to come and get us. I may be too young to understand the brutality of the Israeli army but I am from a land where we experience far more fear, death and trauma at such a tender age than most adults do in their entire lifetime so I know our options are scarce.....but I tell myself, it is going to be alright.

The phone call ends with gunshots and Hayan's screams. She is chosen by Allah. The blood splatters everywhere. At this moment, I have nothing but my morning Quran lessons. I remember with difficulty, there is ease. The ayah begins to take over me. I suddenly realize, I have a Higher Power by my side. I know the One who has put me in this situation will give me courage to deal with it. Now instead of panicking and screaming and crying like any normal 6-year-old would do. I stay calm. I hear the phone vibrate, I pick up the phone, it's the rescue team.

Hearing words from the outside world breaks me down…"Come take me, you will come and take me?" The woman on the phone is kind, compassionate and concerned. She reassures me, "Okay dear, I will come and take you." She tries to keep me as calm as possible; I can hear her voice break down. I raise my eyes and I am surrounded by signs of brutality, machinery of brutality, tanks of tyranny right next to me....but the voice on the phone is full of compassion. I experience two worlds apart at the same moment.

A culture full of compassion, empathy, kindness versus a culture full of hate, deceit, brutality and tyranny. A community that protects, cares, sacrifices versus a community that is selfish, cold and cruel. I thank Allah, I am from the land that is full of compassion, love, care, determination and selflessness. I look up and it's getting darker and my voice begins to fall apart. I tell her I am getting afraid of the dark. She knows the source of strength of all Palestinians...our connection to the Quran. We recite Surah *Fateha* together, it makes me feel better. Three hours have passed since I have been on the phone and finally someone is on the way to rescue me. I thank Allah. I wait and I wait and I wait. Two days have passed. There is no phone call. No operator. No family. No sight of life. No sign of compassion. Just death, brutal tanks and cold faces of Israeli snipers. I have lost track of time and days. I am hungry, cold, afraid and slowly dying.

The world has heard my voice. The world is questioning, where is Hind? It raises its voice, it screams, where is Hind? Find Hind!! But I will not be found now, I have left for

فلسطین پر اسرائیلی مظالم کا توڑ۔ اسلامی ایٹمی پاکستان

سرزمین فلسطین جسے بہت سے انبیاء کرام کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے آج وہ سرزمین نبی آخرالزماں اور خاتم الرُسل محمد مصطفےٰ ﷺ کی امت کے خون سے رنگین ہو رہی ہے۔ اور بہتے خون کی ارزانی کا عالم یہ ہے کہ مقتولین یعنی شہداء کی تعداد کا ریکارڈ رکھنا دشوار ہوتا جا رہا ہے۔ کسی خاندان کا ایک بچا ہے اور کسی خاندان کا ایک بھی زندہ نہیں رہنے دیا۔ امریکہ اور یورپ کی حکومتیں تو اسرائیل کو شاید Do more کہہ رہی ہیں لیکن خون کا بہتا دریا وہاں کے شہریوں کو انسانی ہمدردی کے کچوکے لگا رہا ہے البتہ 57 مسلمان ممالک کی حکومتیں خوابِ خرگوش سے بیدار نہیں ہو رہیں۔ اُمت مسلمہ کی اس خاموشی کی وجہ سے اسرائیل کی شرانگیزی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہ مسجدِ اقصیٰ یعنی ہمارے قبلہ اول کو مسمار کر کے وہاں اپنا تھرڈ ٹیمپل تعمیر کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اگرچہ نائن الیون کے بعد خونِ مسلم کی ارزانی اُن کے لیے معمول بن چکی ہے لیکن غزہ میں خونریزی کی زیادتی سے یوں لگتا ہے کہ امتِ مسلمہ کی شہ رگ کٹ گئی ہے۔ لہٰذا اسرائیل کو تسلیم کرنے اور اُس کے گلے میں بانہیں ڈالنے کی بات تو وقتی طور پر ٹل گئی ہے لیکن اُس کے سامنے کھڑا ہونے کے لیے جس ہمت اور جرأت کی ضرورت ہے وہ کسی مسلمان ملک میں دکھائی نہیں دیتی۔ حیرت تو اُس پاکستان پر ہے جس کے قائد نے اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ کہا تھا وہ بھی چپ سادھے ہے۔ کیا ایوانِ اقتدار کے باسی یہ نہیں جانتے کہ 23 مارچ 1940ء کو جب برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی تقدیر بدل دینے والی قراردادِ لاہور پاس کی گئی تھی تو اُسی اجلاس کے دوران آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے فلسطینی مسلمانوں کے حق میں بھی ایک قرارداد منظور کی تھی۔ گویا ارضِ فلسطین سے اہلِ پاکستان کا خصوصی تعلق ہے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ قراردادِ لاہور کے منظور کیے جانے کے صرف 7 سال بعد 14 اگست 1947ء کو رمضان المبارک کی ستائیسویں (27ویں) شب میں مملکتِ خداداد پاکستان معرضِ وجود میں آ گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں پہلی اسلامی ریاست قائم ہونے کے بعد امتِ مسلمہ میں صرف پاکستان ہی ایسا ملک ہے جو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ اسلام ہی اس کی شناخت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری جس کا علاج نہ اتارا ہو۔ کون نہیں جانتا کہ اس دنیا کو جب اسرائیل کی بیماری لاحق ہوئی تو اُس کے علاج یعنی پاکستان کو قائم ہوئے 9 ماہ ہو چکے تھے۔ پھر اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان ایک ایٹمی قوت بن گیا۔ پاکستان کے حوالے سے اسرائیل کی بدنیتی اور مذموم عزائم سب پر عیاں ہیں۔ لہٰذا فطری طور پر امتِ مسلمہ میں اسلامی ایٹمی پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے کہ وہ آگے بڑھے اور فلسطینیوں کی خون سے ہولی کھیلنے والے اسرائیل کا ہاتھ روکے۔

ہم فلسطین کے حوالے سے حکومت، مقتدر طبقات اور عوام الناس کو آگاہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس فریضہ کو ادا کرنے میں جان، مال، اقتدار اور جاہ و حشمت کی پرواہ نہ کریں کہ یہ امتِ مسلمہ کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی ؎ دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

تنظیمِ اسلامی www.tanzeem.org

امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ

براہِ کرم! ادب کیجیے نیچے مت پھینکیے، خود پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں

Vol: 33 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.15

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore